بشریت نبوی ﷺ

قرآن وسنت کی نصوص اور اسلاف امت کی آرا کے تتبع سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ سے قبل تمام انبیا جنس کے لحاظ سے بشر تھے اور یہی چیز کفار کے انکار نبوت کی ایک بڑی وجہ بنی، وہ سمجھتے تھے کہ ایک بشر بھلا کیسے اور کیوں رسالت کے عظیم منصب پر فائز ہوسکتا ہے؟

① قوم نوح نے نوح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہوئے کہا:

﴿مَا نَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾(هود : ٢٧)

''ہم تجھے بس اپنے ہی جیسا بشر سمجھتے ہیں۔''

امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

جَحَدُوا نُبُوَّةَ نَبِيِّهِمْ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ : ﴿مَا نَرَاكَ﴾(هود : ٢٧) يَا نُوحُ، ﴿إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا﴾(هود : ٢٧) يَعْنُونَ بِذٰلِكَ أَنَّهُ آدَمِيٌّ مَثَلُهُمْ فِي الْخَلْقِ وَالصُّورَةِ وَالْجِنْسِ، كَأَنَّهُمْ كَانُوا مُنْكِرِينَ أَنْ يَكُونَ اللّٰهُ يُرْسِلُ مِنَ الْبَشَرِ رَسُولًا إِلٰى خَلْقِهٖ .

''انہوں نے اپنے نبی نوح علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا (اور کہا): اے نوح! ہم تجھے اپنے جیسا بشر ہی دیکھتے ہیں۔ مراد یہ تھی کہ نوح علیہ السلام تخلیق، شکل وصورت اور جنس میں انہی کی طرح کے ایک آدمی ہیں۔ کفار اس بات کو تسلیم نہیں کرتے

تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف جنس بشر میں سے رسول بھیجے۔''

(تفسير الطّبري : ١٢/٣٦)

② فرعون اور اس کے حواریوں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کے بارے میں کہا:

﴿أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا﴾(المؤمنون : ٤٧)

''کیا ہم اپنے جیسے دو بشروں پر ایمان لائیں؟''

③ پچھلے تمام انبیا کی امتوں نے ان سے کہا:

﴿إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا﴾(إبراهيم : ١٠)

''یقیناً تم ہمارے ہی جیسے بشر ہو۔''

④ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس نظریہ کی تردید فرمائی،

﴿قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾(إبراهيم : ١١)

''ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ ہم تمہارے ہی جیسے بشر ہیں۔''

بعینہ یہی صورت حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پیش آئی کفار مکہ کہتے تھے کہ ہمارے ہی جیسا ایک بشر نبی کیسے؟ قرآن کریم مشرکین مکہ کے اس اضطراب کا نقشہ یوں کھینچتا ہے:

⑤ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَأَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوا هَلْ هٰذَآ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَفَتَأْتُوْنَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾(الأنبياء : ٣)

''ظالموں نے باہم سرگوشیاں کیں کہ یہ تو آپ جیسا ہی ایک بشر ہے، پھر کیا وجہ ہے کہ آپ آنکھوں دیکھے جادو کے لپٹے میں آجاتے ہو؟''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا يُخَاطَبُ بِهٖ كُفَّارُ قُرَيْشٍ يَسْتَبْعِدُونَ كَوْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولاً مِنَ اللّٰهِ لِكَوْنِهٖ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ .

''یہ کفار قریش سے خطاب ہے، جو محمد کریم ﷺ کے اللہ کا رسول ہونے کو بعید خیال کرتے تھے، کیونکہ آپ ﷺ بشر تھے۔''

(فتح الباري : 225/10)

٦ اللہ تعالیٰ نے اس دگرگوں نفسیاتی کیفیت کا رد کیا اور فرمایا:

﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوْحِي إِلَيْهِمْ فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾(الأنبياء : ٧)

''(اے نبی!) آپ سے قبل جتنے انبیاء ہم نے بھیجے اور ان کی طرف وحی کی، سبھی مرد تھے۔ اگر آپ کو نہیں معلوم تو اہل ذکر سے پوچھ لیجئے۔''

یہاں اس معلوم حقیقت کی طرف توجہ مبذول کرائی گئی کہ پہلے انبیا اگر بشر تھے، تو یقیناً محمد ﷺ بھی بشر ہی ہیں، اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا﴾ (الأحزاب : ٦٢)

''اور آپ اللہ کے قانون کو تبدیل ہوتا نہیں پائیں گے۔''

٧ اسی تعجب کو ایک جگہ یوں بیان کیا:

﴿قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيدِ ۞ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَ هُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ الْكَافِرُونَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ﴾(ق : ٢،١)

''ق! قسم ہے قرآنِ مجید کی، کفار نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انہی میں سے

ایک ڈرانے والا آیا! پھر کہنے لگے: یہ تو عجیب بات ہوئی۔''

⑧ دوسری جگہ فرمایا:

﴿أَكَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا أَنْ أَوْحَيْنَا إِلٰى رَجُلٍ مِّنْهُمْ﴾(یونس: ۲)

''کیا لوگ اس پر متعجب ہیں کہ ہم نے ان میں سے ایک مرد کی طرف وحی بھیج دی؟''

مشرکین حیران ہیں کہ آخر ایک انسان، ایک بشر نبوت کا دعویدار کیونکر بن گیا؟ اب ذرا عنان توجہ کو اس پہلو پہ کھینچئے کہ کفار مکہ کے اس تعجب کو ختم کرنے کی دو صورتیں تھیں:

① کفار کے اس اعتراض کو تسلیم کیا جائے کہ واقعی ایک بشر نبی نہیں بن سکتا اور محمد ﷺ کی بشریت سے انکار کر دیا جائے۔

② یا کفار کے اس اعتراض کو ہی غلط ٹھہرا دیا جائے اور بتلایا جائے کہ بشر بھی نبی ہوسکتا ہے، یا نبی ہوتا ہی بشر ہے۔

اگر یہ بتایا جاتا کہ بشر بھی نبی ہوسکتا ہے، تو اس سے ثابت ہوجاتا کہ نبی کریم ﷺ بشر ہیں، بات ختم ہوجاتی۔

اور اگر یہ بتایا جائے کہ نبی ہوتا ہی بشر ہے، تو گویا یہ قانون بتا دیا گیا کہ جو نبی ہوگا وہ بشر ہوگا۔ اب ذرا قرآنی نصوص کا مطالعہ کیجئے:

قرآن اور بشریت نبوی ﷺ:

جب مشرکین مکہ نے نبی اکرم ﷺ کے بشر رسول ہونے پر شک کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دو طرح سے سمجھایا:

① ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ

فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾ .

(النحل : ٤٣، الأنبياء : ٧)

''(اے نبی!) آپ سے قبل جتنے انبیاء ہم نے بھیجے اور ان کی طرف وحی کی، سبھی مرد تھے۔ اگر آپ کو نہیں معلوم تو اہل ذکر سے پوچھ لیجئے۔''

اس تعجب کو ختم کرنے کے لئے قرآن نے کہا:

② ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَ هُمُ الْهُدٰى إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُولًا * قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلَائِكَةٌ يَمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا رَّسُولًا﴾ (بني إسرائيل : ٩٤-٩٥)

''جب لوگوں کے پاس ہدایت آ چکی تو انہیں اس پر ایمان لانے سے اس خیال نے روک دیا کہ کیا اللہ نے ایک بشر کو رسول بنا بھیجا ہے؟ تو آپ ان سے کہہ دیجئے کہ زمین پر اگر فرشتے ہوتے جو یہاں مطمئن ہو کر چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ ہی رسول بنا کر نازل کرتے۔''

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

أَيْ مِنْ جِنْسِهِمْ، وَلَمَّا كُنْتُمْ أَنْتُمْ بَشَرًا بَعَثْنَا فِيكُمْ رُسُلَنَا مِنْكُمْ لُطْفًا وَّرَحْمَةً .

''مراد یہ ہے کہ ان فرشتوں کی جنس سے رسول بھیج دیتے۔ آپ چونکہ بشر تھے تو ہم نے اپنے خاص فضل وکرم سے آپ کی جنس سے رسول بھیج دیا۔''

(تفسير ابن كثير : ١٧٤/٤)

③ قرآن اس کی مزید توضیح کرتا ہے، فرمایا: اگر آپ کو انکار ہے کہ نبی بشر نہیں ہو سکتا، تو میرے اللہ نے مجھے حکم دیا ہے:

﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيرًا بَصِيرًا﴾

''کہہ دیجیے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔ وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا اور انہیں دیکھنے والا ہے۔''

اس کے بعد تو کوئی شک ہی باقی نہیں رہتا کہ نبی کریم ﷺ بشر ہی تھے۔

④ پھر اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ ہی کی زبانی آپ کی بشریت کا اعلان کروایا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ ---﴾

(الكهف : ١١٠، حم السّجدة : ٦)

''کہہ دیجیے کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''

⑤ کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ سے کئی معجزات کا مطالبہ کیا تو اللہ نے فرمایا:

﴿قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَّسُولًا﴾

(بني إسرائيل : ٩٣)

''کہہ دیجئے کہ میرا رب پاک ہے، میں تو بس ایک بشر رسول ہوں۔''

⑥ ایک مقام پر فرمایا:

﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾(التوبة : ١٢٨)

''یقیناً تمہارے پاس تمہاری جانوں میں سے ایک رسول آیا ہے۔''

⑦ مزید فرمایا:

﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا﴾ .

(التّوبة : ۱۵۱)

''جس طرح ہم نے تمہارے اندر تمہی میں سے ایک رسول بھیجا، جو تم پر ہماری آیات کی تلاوت کرتا ہے۔''

⑧ مشرکین کہنے لگے کہ کسی بشر پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی، تو اللہ نے فرمایا:

﴿وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ إِذْ قَالُوا مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ﴾

(الأنعام : ۹۱)

''جب کفار نے کہا کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی چیز نازل نہیں کی، تو انہوں نے اللہ کی قدر نہیں کی، جس طرح کہ قدر کا حق تھا۔''

پھر ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ مَنْ أَنْزَلَ الْكِتَابَ الَّذِي جَآءَ بِهٖ مُوسٰى نُورًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ﴾

(الأنعام : ۹۱)

''کہہ دیجیے: پھر وہ کتاب کس نے نازل کی تھی، جسے موسیٰ لائے تھے، جو تمام انسانوں کے لیے روشنی اور ہدایت تھی۔''

ان آیات و توضیحات کے ساتھ کچھ اور آیات کا مطالعہ کر لیجئے، جن میں واضح طور پر نبی کریم ﷺ کی بشریت کی نص، اشارہ یا قانون بتایا گیا ہے تو یقیناً اس حقیقت کے سمجھنے میں کوئی تامل باقی نہیں رہے گا۔

⑨ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً وَّمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَّأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ﴾ .

(الرّعد : ٣٨)

''یقیناً آپ سے پہلے ہم نے بہت سے رسول بھیجے، انہیں بیوی بچے عطا کئے، کسی رسول کو یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی نشانی لے آتا اور ہر مقررہ وقت کے لئے ایک کتاب ہے۔''

۞ امام طبری رحمہ اللہ (۳۱۰ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : ﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا﴾(الأنعام : ٤٢) يَا مُحَمَّدُ ﴿رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ﴾(الرعد : ٣٨) إِلٰى أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِ أُمَّتِكَ فَجَعَلْنَاهُمْ بَشَرًا مِّثْلَكَ، لَهُمْ أَزْوَاجٌ يَنْكِحُونَ، وَذُرِّيَّةً أَنْسَلُوهُمْ، وَلَمْ نَجْعَلْهُمْ مَلَائِكَةً لَا يَأْكُلُونَ، وَلَا يَشْرَبُونَ، وَلَا يَنْكِحُونَ، فَنَجْعَلُ الرَّسُولَ إِلٰى قَوْمِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مِثْلَهُمْ، وَلٰكِنْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ بَشَرًا مِّثْلَهُمْ، كَمَا أَرْسَلْنَا إِلٰى مَنْ قَبْلِهِمْ مِنْ سَائِرِ الْأُمَمِ بَشَرًا مِّثْلَهُمْ .

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے محمد! آپ کی امت سے پہلے کی امتوں کی طرف بھی ہم نے رسول بھیجے تھے۔ ان رسولوں کو ہم نے بشر بنایا تھا، ان کی بیویاں تھیں، جن سے انہوں نے نکاح کیے اور ان کی اولاد بھی تھی جن سے ان کی نسل چلی۔ ہم نے انہیں فرشتے نہیں بنایا تھا کہ وہ نہ کھاتے پیتے اور نہ نکاح کرتے۔ ایسا ہوتا تو ہم پہلی قوموں کی طرح آپ کی قوم کی طرف بھی فرشتوں میں سے رسول بھیجتے۔ ہم نے مگر ان کی طرف ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا، جس طرح کہ

پہلی امتوں کی طرف بشر کو رسول بنا کر بھیجا تھا۔''

(تفسير الطّبري : ٢١٦/١٣)

⑩ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللّٰهِ﴾(آل عمران : ٧٩).

''کسی بشر کے لیے یہ لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب وحکمت اور نبوت دے، پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میری بندگی کرو۔''

⑪ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

(آل عمران : ١٦٤)

''درحقیقت اللہ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا ہے، جب انہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر فرشتہ ہوتے؟

مشرکین کے مطالبہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَّلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُونَ﴾

(الأنعام : ٩)

''اگر ہم اس نبی کو فرشتہ بنا کر بھیجتے، تو بھی انسان ہی کی شکل میں بھیجتے، تب بھی انہیں وہی شبہ ہوتا جو کہ اب ہے۔''

قرآن مجید کی ان نصوص سے مسئلہ نور و بشر کو سمجھنا انتہائی آسان ہو جاتا ہے، قرآن

نے ہر اعتراض اور ہر شبہ کو حل کر دیا ہے، اس کے معنی میں کسی قسم کا کوئی ابہام باقی نہیں رکھا، خیال تھا کہ کوئی نبی بشر نہیں ہو سکتا، تو اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ نبی ہوتا ہی بشر ہے، سوال پیدا ہو سکتا تھا کہ ممکن ہے باقی انبیا بشر ہوں، مگر رسول اللہ ﷺ نور ہوں، تو فرمایا کہ اللہ کا قانون تبدیل نہیں ہوتا، پھر خود رسول اللہ ﷺ کی زبانی کہلوایا کہ آپ بشر ہیں۔ بلکہ فرمایا: اگر وہ نور ہوتے، تو بھی بشر بن کر آتے، مطلب واضح ہے کہ وہ نور نہیں ہیں۔

احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام:

قرآن کریم کی واضح براہین کے بعد اب رسول اللہ ﷺ کا اپنا بیان بھی ملاحظہ کر لیجیے کہ آپ ﷺ قرآن کے اولین شارح اور اس کے صحیح معنی و مفہوم کو سمجھنے کے لئے آپ ﷺ کے بیان کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

① سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

اَللّٰهُمَّ! إِنَّ مُحَمَّدًا بَشَرٌ يَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ .

''اللہ! یقیناً محمد بشر ہے، اسے ایک بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے۔''

(صحیح مسلم: ٢٦٠١)

② سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں ایک بشر ہوں، آپ میرے پاس مقدمات لاتے ہیں، ممکن ہے کوئی اپنے دعوی کے دلائل کو بہتر انداز میں سمجھانے کی صلاحیت رکھتا ہو اور میں دلائل کی سماعت کی بنیاد پر اس کے حق میں فیصلہ دے دوں، وہ اگر فیصلہ لینے میں حق بجانب نہ ہوا اور اس کے بھائی کے حق کا ایک بھی ٹکڑا اس کے فیصلے میں

آ گیا، تو وہ اس کے لئے آگ کا ٹکڑا ہوگا۔“

(صحيح البخاري : ٧١٦٩، صحيح مسلم : ١٧١٣)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (٨٥٢ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُرَادُ أَنَّهُ مُشَارِكٌ لِلْبَشَرِ فِي أَصْلِ الْخِلْقَةِ وَلَوْ زَادَ عَلَيْهِمْ بِالْمَزَايَا الَّتِي اخْتَصَّ بِهَا فِي ذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ .

”مراد یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ پیدائشی ہیئت میں عام انسانوں کی طرح ہیں، اگرچہ آپ ﷺ کو ذات وصفات میں ان پر کئی خوبیاں حاصل ہیں۔“

(فتح الباري : ١٣/١٧٣)

علامہ ابو العباس قرطبی رحمہ اللہ (٦٥٦ھ) فرماتے ہیں:

(قَوْلُهُ : فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ) أَيْ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ فِي الْبَشَرِيَّةِ، وَمُسَاوٍ لَّهُمْ فِيمَا لَيْسَ مِنَ الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ، وَهٰذِهِ إِشَارَةٌ إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى : ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُم يُوحٰى إِلَيَّ﴾ فَقَدْ سَاوَى الْبَشَرَ فِي الْبَشَرِيَّةِ، وَامْتَازَ عَنْهُمْ بِالْخُصُوصِيَّةِ الْإِلٰهِيَّةِ الَّتِي هِيَ تَبْلِيغُ الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ .

”فرمان نبوی: ”میں بشر ہوں۔“ کا مطلب ہے کہ میں بشریت کے لحاظ سے انسانوں میں سے ایک انسان ہوں اور دینی اُمور کے علاوہ (دنیاوی اُمور) میں عام انسانوں کے برابر ہوں۔ یہ اس فرمان باری تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ﴾ (الكهف : ١١٠) ”کہہ دیجیے

کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں، مگر میری طرف وحی کی جاتی ہے۔'' آپ ﷺ وصف بشریت میں عام انسانوں کے برابر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ خصوصیت یعنی اُمورِ دین کی تبلیغ میں عام انسانوں سے ممتاز و فائق ہیں۔''

(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: 170/6)

③ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يَآ أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَّرَسُولُ اللّٰهِ .

''لوگو! میں بشر ہوں اور اللہ کا رسول ہوں۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٦/٥، المُعجم الكبير للطّبراني : ٦٧٩٧ـ٦٧٩٩، المستدرك للحاكم : ٣٢٩/١ـ٣٣٠ وأخرجه أبو داؤد : ١٨٤ والنّسائي : ١٤٨٤، والتّرمذي : ٥٦٢ مختصرًا وقال : حسنٌ صحيحٌ، وسندهٗ حسنٌ)

اسے امام ابن خزیمہ (۱۳۹۷) اور امام ابن حبان رحمہما اللہ (۲۸۵۶) نے ''صحیح'' اور امام حاکم رحمہ اللہ نے بخاری و مسلم کی شرط پر ''صحیح'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

اس حدیث کا راوی ثعلبہ بن عباد العبدی ''موثق حسن الحدیث'' ہے، امام ابن خزیمہ، امام ترمذی، امام ابن حبان اور امام حاکم رحمہم اللہ نے اس کی حدیث کی تصحیح کر کے اس کی توثیق کی ہے۔ لہٰذا اسے ''مجہول'' قرار دینا درست نہیں۔

④ سیدنا رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، إِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ دِينِكُمْ فَخُذُوا بِهٖ، وَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ مِّنْ رَّأْيِي، فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ .

''یقیناً میں بشر ہوں، جب میں آپ کو کوئی بھی دینی حکم دوں، تو اس پر (سختی سے) عمل پیرا ہو جائیں اور جب میں آپ کو اپنی رائے سے حکم دوں، تو میں بشر ہوں۔''(صحيح مسلم: ٢٣٦٢)

⑤ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ يَكُونُ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ.

''بلاشبہ میں ایک بشر ہوں۔ ممکن ہے کوئی اپنی دلیل کو بیان کرنے میں دوسرے کی بہ نسبت زبان کا تیز ہو، چنانچہ جس کے لیے میں اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کر دوں، تو میں اسے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے رہا ہوں۔''

(مصنّف ابن أبي شَيبة: ٢٣٤/٧، مسند الإمام أحمد: ٢٣٢/٢، سنن ابن ماجه: ٢٣١٨، مسند أبي يعلى: ٥٩٢٠، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابنِ حبان رحمہ اللہ (٥٠٧١) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ بوصیری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

هٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. ''یہ سند صحیح ہے۔''(مِصباح الزّجاجة: ٨٢٠)

⑥ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَطُوفُ فِي النَّخْلِ بِالْمَدِينَةِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ: فِيهَا صَاعٌ وَفِيهَا وَسْقٌ، فَقَال رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم فِيهَا كَذَا وَكَذَا، قَالُوا: صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيه وَسَلَّم: إِنَّمَا أَنَا

بَشَرٌ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ عَنِ اللّٰهِ فَهُوَ حَقٌّ وَمَا قُلْتُ فِيهِ مِنْ قِبَلِ نَفْسِي فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أُصِيبُ وَأُخْطِئُ .

''نبی کریم ﷺ کھجور کے باغ میں چکر لگا رہے تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ اس کھجور پر ایک صاع کھجوریں ہیں اور اس پر ایک وسق کھجوریں ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس میں اتنی کھجوریں ہیں۔ لوگ کہنے لگے: اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً میں ایک بشر ہوں۔ جو بات میں آپ کو اللہ کی طرف سے بتاؤں، وہ حق ہے اور جو میں اپنی طرف سے کہوں، تو میں بشر ہوں، غلطی بھی کرتا ہوں اور درستی کو بھی پہنچتا ہوں۔''

(مسند البزّار : ٤٧٢٦، وسندهٗ حسنٌ)

(ا) امام بزار رحمہ اللہ کے استاذ اسماعیل بن عبداللہ رحمہ اللہ ثقہ، حافظ، ثبت ہیں۔

(سِيَر أعلام النُّبلاء للذّهبي : ١٣/١٠-١١)

(ب) جعفر بن ابی مغیرہ جمہور کے نزدیک ''حسن الحدیث'' ہے۔ اس کی سعید بن جبیر سے روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۲۹۸۰) نے ''حسن''، امام ابن حبان (۴۲۰۲)، امام حاکم (۴۵۳/۲)، امام ضیاء مقدسی (المختارۃ : ۴۸۴/۴) اور حافظ ذہبی وغیرہم رحمہم اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے، لہٰذا امام ابن مندہ کی بات بالفرض ثابت بھی ہو جائے، تو اس کا جمہور کے مقابلہ میں اعتبار باقی نہیں رہے گا۔

⑦ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَمَّا بَعْدُ، أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوشِكُ أَنْ يَأْتِيَ رَسُولُ رَبِّي فَأُجِيبَ .

''اما بعد، لوگو! خبردار، یقیناً میں ایک بشر ہوں، شاید کہ جلد ہی میرے رب کا ایلچی آ جائے اور میں اس کی دعوت پہ لبیک کہہ دوں۔''

(صحیح مسلم : ٢٤٠٨)

⑧ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ سَبَبْتُهُ، أَوْ لَعَنْتُهُ، أَوْ جَلَدْتُهُ، فَاجْعَلْهَا لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً .

''اللہ! یقیناً میں ایک بشر ہوں۔ مسلمانوں میں سے جس کو میں نے برا بھلا کہا ہے یا اس پر لعنت کی ہے یا اس کو کوڑے مارے ہیں، تو ان چیزوں کو اس کے لیے پاکیزگی کا ذریعہ اور رحمت بنا دے۔''

(صحیح مسلم : ٢٦٠١)

⑨ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّاسُ : اِنْكَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ إِبْرَاهِيمَ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ سَمِعَ ذٰلِكَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ : أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاةِ أَحَدٍ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوا إِلَى الْمَسَاجِدِ، وَدَمَعَتْ عَيْنَاهُ، فَقَالُوا : يَا رَسُولَ اللّٰهِ تَبْكِي وَأَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ!

قَالَ : إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ تَدْمَعُ الْعَيْنُ وَيَخْشَعُ الْقَلْبُ وَلَا نَقُولُ مَا يُسْخِطُ الرَّبَّ، وَاللّٰهِ يَا إِبْرَاهِيمُ إِنَّا بِكَ لَمَحْزُونُونَ! وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَهْرًا، وَقَالَ : إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ .

''رسول اللہ ﷺ کے لخت جگر ابراہیم رضی اللہ عنہ جس دن فوت ہوئے، اسی دن سورج گرہن ہو گیا، لوگ کہنے لگے کہ سورج ابراہیم رضی اللہ عنہ کی موت کی وجہ سے گرہن زدہ ہوا ہے۔ جب آپ ﷺ نے یہ سنا تو باہر تشریف لائے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی، فرمایا، اما بعد، لوگو! بلاشبہ سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے گرہن نہیں ہوتے۔ ان کو گرہن زدہ دیکھو تو مسجدوں کی طرف دوڑو۔ آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اللہ کے رسول ہو کر روتے ہیں؟ فرمایا: یقیناً میں ایک بشر ہی ہوں، میری آنکھیں بہہ رہی ہیں، دل دہل رہا ہے، لیکن ہم ایسی بات نہیں کہیں گے، جو ربّ تعالیٰ کو ناراض کرے۔ ابراہیم! اللہ کی قسم! ہم تیری وجہ سے غمگین ہیں۔ ابراہیم اٹھارہ ماہ کی عمر میں فوت ہو گئے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: جنت میں اس کے لیے دودھ پلانے والی عورت کا انتظام ہے۔''

(طَبَقات ابن سعد : ۱/۱۴۲۔۱۴۳، وسندہٗ حسنٌ)

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ خود کو بشر ہی کہتے اور بتاتے تھے، بلکہ نسیان کے امکان کی نسبت اپنی طرف کر کے رسول اللہ ﷺ نے اشارہ دیا ہے کہ جس سے نسیان ہو جاتا ہو وہ بشر ہوتا ہے اور میں ایک بشر ہوں، جس کی آنکھوں میں درد کے آنسو آجاتے ہوں وہ ایک بشر ہوتا ہے اور میں ایک بشر ہوں، جس کو موت آجاتی ہو وہ ایک بشر

ہوتا ہے اور میں عن قریب اللہ کے پاس چلا جاؤں گا، کیونکہ میں ایک بشر ہوں۔ جس کے اندازے میں خطا کا امکان ہو وہ ایک بشر ہوتا ہے اور میں ایک بشر ہوں، جس کو غصہ آجاتا ہو وہ ایک بشر ہوتا ہے اور مجھے غصہ آجاتا ہے کہ میں ایک بشر ہوں۔

تصریحات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے اولین شارح وناقل ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ہر ہر لمحے کے عارف وشاہد اور ایک ایک لمحے کے مفسر ہیں۔ امت مسلمہ کے عقائد کی بنیاد صحابہ کے فہم اور صحابہ کے عمل پہ کھڑی ہے، قرآن وسنت کے جس معنی ومفہوم پر صحابہ کا اجماع ہو، امت کے لئے وہی معتبر ہے اور وہی دین کی حیثیت رکھتا ہے، ایسا ممکن نہیں کہ صحابہ کا فہم قرآن وسنت کے خلاف ہو، بلکہ صحابہ کا فہم ہی قرآن وسنت کی اصل تعبیر ہے، اسی لئے ہم اس مسئلہ کو صحابہ کے فہم پر پیش کرنا چاہیں گے:

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصریح:

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن کعبہ کے صحن میں نماز ادا کررہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن میں کپڑا ڈال کر آپ کا گلا دبانے لگا، اسی اثنا میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے، انہوں نے یہ منظر دیکھا، تو آگے بڑھے اور عقبہ بن ابی معیط کو کندھے سے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کردیا، پھر یہ آیت تلاوت کی:

﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَ كُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَّبِّكُمْ﴾(المؤمن : ٢٨)

''آپ ایک ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ اور

وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن نشانیاں لے کر آیا ہے۔''

(صحیح البخاري : ٤٨١٥)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا:

قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امور خانہ کے بارے میں پوچھا گیا، تو فرمایا:

كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ، يُفْلِي ثَوْبَهٗ، وَيَحْلِبُ شَاتَهٗ، وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بشر تھے، اپنے کپڑوں سے جوئیں صاف کرتے، بکریوں کا دودھ دوہتے اور اپنے کام خود کرتے تھے۔''

(مسند الامام أحمد : ٢٥٦/٦، وسندهٗ حسنٌ، حلية الأولياء لأبي نُعَيم : ٣٣١/٨ عن عمرة، وسندهٗ حسنٌ، وصححه ابن حبان : ٥٦٧٤، الشّمائل للتّرمذي : ٣٤٣، الأدب المفرد للبخاري : ٥٤١، شرح السّنّة للبَغَوي : ٣٦٧٦، وهو حسنٌ)

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ نے کسریٰ کے ترجمان سے کہا:

بَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرَضِينَ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهٗ إِلَيْنَا نَبِيًّا مِّنْ أَنْفُسِنَا نَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهٗ .

''زمین و آسمان کے رب نے ہماری طرف ہماری جنس سے ایک نبی بھیجا ہے، جن کے والدین کو ہم جانتے ہیں۔''(صحیح البخاري : ٣١٥٩)

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں قبیلہ غفار کا ایک فرد تھا:

بَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ .

''ہمیں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک آدمی نے نبوت کا دعوی کیا ہے۔''

میں نے اپنے بھائی (انیس غفاری) سے کہا، آپ اس آدمی کے پاس جائیں اور اس سے بات چیت کریں اور اس کے بارے میں مجھے خبر دیں، وہ چلے گئے اور آپ سے ملاقات کی، پھر واپس آئے، پوچھا: کیا خبر ہے؟ کہنے لگے:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ وَيَنْهٰى عَنِ الشَّرِّ .

''اللہ کی قسم! میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ خیر کا حکم دیتا اور برائی سے روکتا ہے۔''

(صحيح البخاري : ٣٥٢٢، صحيح مسلم : ٢٤٧٤)

سیدنا ابورمثہ رضی اللہ عنہ:

ابورمثہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں اپنے والد کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، والد محترم نے جب بتایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے:

كُنْتُ أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَا يُشْبِهُ النَّاسَ، فَإِذَا بَشَرٌ .

''میں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں جیسے نہیں ہوں گے، لیکن آپ تو بشر تھے۔''

کانوں کو مس کرتی زلفیں اور ان پہ مہندی کا لیپ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سبز چادریں پہن رکھی تھیں، والد محترم نے سلام کہا اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گئے، تھوڑی گفتگو ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے والد محترم سے میری بابت سوال کیا، انہوں نے کہا: رب کعبہ کی قسم! یہ

میرا بیٹا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا واقعی؟ تو والد صاحب کہنے لگے کہ، ہاں میں اس پر گواہ ہوں۔ ابا جان کی قسم اور میری ان سے مشابہت دیکھ کر آپ ﷺ مسکرا دیئے، فرمایا: اس کے جرم کی سزا آپ کو نہیں ملے گی اور نہ ہی آپ کے جرم کی سزا اس کو ملے گی، رسول ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرٰی﴾ (الأنعام :١٦٤، بني إسرائيل : ١٥)

''کوئی جان دوسری جان کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔''

والد محترم نے آپ ﷺ کی جلد کے ساتھ لگا ہوا زائد گوشت دیکھا، تو کہا: اللہ کے رسول! میں لوگوں کا علاج کرتا ہوں، کیا آپ کا علاج نہ کروں؟ فرمایا: نہیں، اس کو پیدا کرنے والا ہی اس کا طبیب ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ٢٢٨،٢٢٦/٢ زوائد مسند أحمد : ٢٢٨،٢٢٧/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ (۲/ ۴۲۵) نے اس حدیث کو ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

ایک روایت میں ہے:

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ مَعَ أَبِي وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، قَالَ لِي : أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ الَّذِي فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ؟ ذَاكَ رَسُولُ اللّٰهِ .

''میں والد محترم کے ساتھ مسجد میں داخل ہوا، تو نبی کریم ﷺ کعبہ کے سائے میں بیٹھے تھے، والد محترم نے کہا: وہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے شخص کو دیکھ رہے ہو؟ وہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٦٣/٤، زوائد مسند الإمام أحمد : ٢٢٧/٢، المُعجم الكبير

للطّبراني : ۲۸۲/۲۲، وسندهٗ صحيحٌ)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما:

فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو بات سنتا تھا، وہ حفظ وضبط کے ارادے سے لکھ لیتا تھا، مجھے اس بات سے ایک قریشی صحابی نے منع کیا، کہنے لگے: آپ نبی ﷺ کی بات کو لکھ لیتے ہیں، حالاں کہ آپ ﷺ بشر ہیں اور کبھی غصے میں، کبھی فرحت میں گفتگو کرتے ہیں۔ میں نے حدیث لکھنا چھوڑ دی، پھر اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: آپ لکھا کریں! اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، اس منہ سے صرف حق نکلتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ۱٦۲/۲، سنن أبي داؤد : ۳٦٤٦، سنن الدّارمي : ٤۹۰، المستدرك للحاكم : ۱۰۵/۱۔۱۰٦، وسندهٗ صحيحٌ، وأخرجه أحمد : ۲۰۷/۲، والبزّار : ۲٤۷۰، وأبو زُرعة في تاريخه : ۱۵۱٦، وأبو القاسم البغوي في الصّحابة : ۱٤۷۲، وابن عبد البَرّ في جامع بيان العلم وفضله : ۸٤/۱۔۸۵، وسنده حسنٌ، التّقييد للخطيب : ۸۰، وسندهٗ حسنٌ)

سیدنا عمرو بن عبسہ سلمی رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے متعلق فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ بِرَجُلٍ بِمَكَّةَ يُخْبِرُ أَخْبَارًا .

''میں نے مکہ میں ایک آدمی کے متعلق سن رکھا ہے کہ وہ خبریں دیتا ہے۔''

(صحيح مسلم :831)

فہم امت:

اسلاف امت جن سے ہم نے دین مصطفویہ اور عقائد شریعہ اخذ کئے ہیں، وہ اس

بارے میں کیا کہتے ہیں، ملاحظہ ہو:

امام ابن حبان رحمہ اللہ (354ھ):

امام صاحب ایک حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اَلْمُصْطَفٰی خَیْرُ الْبَشَرِ صَلّٰی، فَسَهَا .

''مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ خیر البشر تھے، آپ نے نماز پڑھی اور بھول گئے۔''

(صحيح ابن حبان : ٤٠٧٤)

حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ (463ھ):

ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» أَيْ إِنِّي مِنَ الْبَشَرِ وَلَا أَدْرِي بَاطِنَ مَا تَتَحَاكَمُونَ فِيهِ عِنْدِي وَتَخْتَصِمُونَ فِيهِ إِلَيَّ وَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلٰى ظَاهِرِ مَا تَقُولُونَ وَتُدْلُونَ بِهٖ مِنَ الْحِجَاجِ فَإِذَا كَانَ الْأَنْبِيَاءُ لَا يَعْلَمُونَ ذٰلِكَ فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ يَصِحَّ دَعْوٰى ذٰلِكَ لِأَحَدٍ غَيْرِهِمْ مِنْ كَاهِنٍ أَوْ مُنَجِّمٍ وَإِنَّمَا يَعْلَمُ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْغَيْبِ مَا أُعْلِمُوا بِهٖ بِوَجْهٍ مِّنْ وُجُوهِ الْوَحْيِ .

''حدیث: ''بلاشبہ میں بشر ہوں۔'' سے مراد ہے کہ میں جنس بشر سے ہوں۔ آپ کے جھگڑوں کی باطنی صورت حال کو نہیں جانتا، بلکہ ظاہری بات چیت اور گفتگو کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ جب انبیائے کرام غیب نہیں جانتے، تو کسی اور انسان مثلاً کاہن، نجومی، وغیرہ کی طرف سے غیب جاننے کا دعویٰ قطعاً

درست نہیں ہوسکتا؟ انبیائے کرام صرف وہی غیب جانتے ہیں، جس کی ان کو وحی کے کسی ذریعہ سے خبر دے دی گئی ہو۔''

(التّمهيد لما في المؤطإ من المعاني والأسانيد : ٢١٢/٢٢)

علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ (474ھ)

آپ لکھتے ہیں:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ عَلٰى مَعْنَى الْإِقْرَارِ عَلٰى نَفْسِهٖ بِصِفَةِ الْبَشَرِ مِنْ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا يَعْلَمُ الْمُحِقَّ مِنَ الْخَصْمَيْنِ مِنَ الْمُبْطِلِ وَالْإِخْبَارُ بِأَنَّ فِي ذٰلِكَ حَالُ غَيْرِهٖ؛ لِأَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ إِلَّا مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ بِالْوَحْيِ ....

وَلِذٰلِكَ لَمْ يَقُلْ فِي مَسْأَلَةِ الْمُتَلَاعِنَيْنِ أَنَّهٗ أَعْلَمُ بِالْكَاذِبِ مِنْهُمَا، وَقَالَ يَعْلَمُ اللّٰهُ أَنَّ أَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا مِنْ تَائِبٍ .

''فرمان نبوی: ''میں ایک بشر ہوں۔'' اس میں نبی کریم ﷺ کا اپنی بشریت کا اقرار ہے، آپ ﷺ غیب نہیں جانتے، آپ نہیں جانتے کہ دو جھگڑنے والوں میں حق پر کون ہے، باطل پر کون؟ اس فرمان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے لوگ بھی غیب نہیں جانتے اور نبی کریم ﷺ غیب کی انہی خبروں سے واقف ہیں، جو اللہ نے بذریعہ وحی آپ کو بتا دی ہیں......

اسی لئے نبی کریم ﷺ نے دو لعان کرنے والوں سے یہ نہیں فرمایا کہ میں جانتا ہوں آپ میں سے ایک جھوٹا ہے، بلکہ فرمایا کہ اللہ جانتا ہے، آپ میں سے

ایک جھوٹا ہے۔“

(المنتقى شرح المؤطأ : ١٨٢/٥)

علامہ ابن العربی رحمہ اللہ (543):

آپ لکھتے ہیں:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ» اِعْلَمُوا نَوَّرَ اللّٰهُ قُلُوبَكُمْ لِلْمَعَارِفِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ كَمَا بَلَّغَ عَنْ نَفْسِهٖ فَقَالَ : ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ﴾ الْآيَةَ، فَأَخْبَرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهٗ عَلٰى حُكْمِ الْبَشْرِيَّةِ الَّتِي جُبِلَ عَلَيْهَا، وَأَنَّ اللّٰهَ شَرَّفَهٗ بِالْوَحْيِ الَّذِي أُوحِيَ إِلَيْهِ بِهٖ، وَجَعَلَهٗ وَاسِطَةً بَيْنَهٗ وَبَيْنَ خَلْقِهٖ، فَقَالَ ذٰلِكَ عَلٰى مَعْنَى الْإِقْرَارِ بِصِفَةِ الْبَشَرِ مِنْ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ، وَلَا يَعْلَمُ اللَّحْنَ مِنَ الْخَصَمَيْنِ، وَلَا يَعْلَمُ إِلَّا مَا عُلِّمَ .

”فرمان نبوی: ”میں ایک بشر ہوں“ جان لیجئے! اللہ آپ کے دلوں کو علم سے منور کرے۔ نبی کریم ﷺ آپ جیسے بشر ہیں، انہوں نے اپنے متعلق یہ آیت بیان کی ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ﴾ ”کہہ دیجئے کہ میں آپ جیسا بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے۔“ نبی کریم ﷺ پر ان کی جبلت کے مطابق احکام بشریت ہی منطبق ہوں گے، البتہ اللہ نے انہیں وحی کے شرف سے نوازا ہے اور انہیں اپنے اور مخلوق کے درمیان واسطہ

بنایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ایک بشر ہوں غیب نہیں جانتا، ایک جھگڑے کے دو فریقوں میں حق والے کا علم نہیں رکھتا، میرے پاس اتنا ہی علم ہے جتنا کہ مجھے بتا دیا گیا۔''

(المَسالك في شرح مؤطإ الإمام مالك : ٦/٢١٣)

قاضی عیاض رحمہ اللہ (544ھ)

آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ مِنَ الْبَشَرِ، أُرْسِلُوا إِلَى الْبَشَرِ .

''محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیا بشر تھے، انہیں بشروں کی طرف مبعوث کیا گیا۔''

(الشّفا بتعريف حقوق المصطفٰى : ٢/٩٥)

مزید لکھتے ہیں:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» تَنْبِيهٌ عَلٰى حَالَةِ الْبَشْرِيَّةِ، وَأَنَّ الْبَشَرَ لَا يَعْلَمُونَ فِي الْغَيْبِ وَالْبَوَاطِنِ إِلَّا مَا يُطْلِعُهُمُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ .

''فرمان نبوی: ''یقیناً میں بشر ہوں۔'' میں رسول اللہ ﷺ کی بشریت کا ثبوت ہے اور بشر امور غیبیہ و باطنیہ کا علم نہیں رکھتا، سوائے ان امور کے، جو بذریعہ وحی بتا دیئے گئے ہوں۔''

(إكمال المُعلِم شرح مسلم : ٥/٥٦١)

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ (597ھ)

فرماتے ہیں:

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ بَشَرٌ، فَمَا يُؤْذِي الْبَشَرَ يُؤْذِيهِمْ .

''تمام انبیا بشر تھے، جو تکلیف عام انسانوں کو پہنچتی تھی، وہ انہیں بھی پہنچتی تھی۔''

(كشف المُشكل : 536/3، 342/4)

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (606ھ):

لکھتے ہیں:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» أَيْ إِنَّمَا أَنَا إِنْسَانٌ مَّخْلُوقٌ يَّجْرِي عَلٰى مَا يَجْرِي عَلَى النَّاسِ مِنَ النِّسْيَانِ وَالْخَطَأِ، وَلَسْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ فَأَطَّلِعَ عَلٰى خَفَايَا السَّرَائِرِ فَأَحْكُمَ بِمُقْتَضَاهَا، إِنَّمَا أَحْكُمُ بِمَا يَظْهَرُ لِي وَأَسْمَعُهٗ مِنَ الْمُتَحَاكِمَيْنِ .

''فرمان نبوی: ''یقیناً میں بشر ہوں'' کا معنی یہ ہے کہ میں ایک انسان ہوں، انسانوں والے احکام، نسیان وخطا مجھ پر بھی لاگو ہیں۔ میں غیب نہیں جانتا کہ دلوں کے حال جان سکوں اور اس کے مطابق فیصلہ دوں، میں تو فریقین کے دلائل دیکھ کر ان کے ظاہر پر فیصلہ کرتا ہوں۔''

(الشّافي في شرح مسند الشّافعي : ٤٧٢/٥)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ (656ھ)

آپ لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» تَنْبِيهٌ عَلٰى أَنَّ

أَصْلَ الْبَشَرِيَّةِ عَدَمُ الْعِلْمِ بِالْغَيْبِ، وَبِمَا يَخْفٰى مِنَ الْبَوَاطِنِ إِلَّا مَنْ أَطْلَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ .

''نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان کہ میں بشر ہوں، اس بات پر تنبیہ ہے کہ بشریت میں اصل یہ ہے کہ بشر کو غیب اور باطن میں مخفی باتوں کا علم نہیں ہوتا، سوائے ان لوگوں کے، جنہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کی اطلاع دے دے۔''

(المُفهم : ١٦/٧١،)

علامہ قرطبی (671):

آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ بِالتَّوَاتُرِ أَنَّ الرُّسَلَ كَانُوا مِنَ الْبَشَرِ .

''تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ تمام رسول بشر تھے۔''

(تفسير القُرطبي : ٢٧٢/١١)

حافظ نووی رحمہ اللہ (676):

حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» مَعْنَاهُ التَّنْبِيهُ عَلٰى حَالَةِ الْبَشْرِيَّةِ، وَأَنَّ الْبَشَرَ لَا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ وَبَوَاطِنَ الْأُمُورِ إِلَّا أَنْ يُطْلِعَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى شَيْءٍ مِنْ ذٰلِكَ .

''نبیٔ اکرم ﷺ کا فرمان کہ میں بشر ہوں، اس سے مراد بشریت کی حالت پر تنبیہ ہے کہ بشر غیب اور باطن کے امور میں سے کچھ نہیں جانتے، سوائے اس

صورت کے کہ اللہ تعالیٰ انہیں کسی چیز پر مطلع کر دے۔‘‘

(شرح صحیح مسلم : ۷٤/۲)

مزید لکھتے ہیں:

قَالَ الْقَاضِي (إكمال المُعلِم : ٨٤/٦) : وَلِيُعْلَمَ أَنَّهُمْ مِنَ الْبَشَرِ تُصِيبُهُمْ مِحَنُ الدُّنْيَا وَيَطْرَأُ عَلٰى أَجْسَامِهِمْ مَا يَطْرَأُ عَلٰى أَجْسَامِ الْبَشَرِ لِيَتَيَقَّنُوا أَنَّهُمْ مَخْلُوقُونَ مَرْبُوبُونَ وَلَا يُفْتَتَنَ بِمَا ظَهَرَ عَلٰى أَيْدِيهِمْ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَتَلْبِيسِ الشَّيْطَانِ مِنْ أَمْرِهِمْ مَا لَبَّسَهٗ عَلَى النَّصَارٰى وَغَيْرِهِمْ .

’’قاضی عیاض رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہاں بشریت انبیا کا ثبوت ہے، انہیں دنیاوی پریشانیاں آتی ہیں اور عام بشر کی طرح ان کے اجسام پر اثر پذیر بھی ہوتی ہیں، لہٰذا اس بات پر ایمان پختہ رکھئے کہ انبیا مخلوق ہیں اور نشو و نما پاتے ہیں۔ آپ نصرانیوں کی طرح انبیا کے معجزے دیکھ کر یا ان کے متعلق پھیلائی ہوئی شیطانی تلبیسات کے زیر اثر عقیدہ میں دھوکہ نہ کھا لیجئے گا۔‘‘

(شرح مسلم : ۱٤۸/۱۲)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (774ھ):

فرمانِ باری تعالیٰ: ﴿وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ﴾ ’’میں خود کو فرشتہ نہیں کہتا۔‘‘ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَيْ وَلَا أَدَّعِي أَنِّي مَلَكٌ، إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّنَ الْبَشَرِ، يُوحٰى إِلَيَّ

مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، شَرَّفَنِي بِذٰلِكَ وَأَنْعَمَ عَلَيَّ بِهٖ .

''یعنی میں فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔ میں ایک بشر ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔ اللہ نے اس وجہ سے مجھے شرف عطا کیا اور مجھ پر خاص انعام کیا ہے۔'' (تفسیر ابن کثیر : ٤١/٦)

حافظ ذہبی رحمہ اللہ (774ھ):

فرماتے ہیں:

اَلنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْبَشَرِ، وَهُوَ بَشَرٌ، يَأْكُلُ وَيَشْرَبُ وَيَنَامُ وَيَقْضِي حَاجَتَهٗ وَيَمْرَضُ وَيَتَدَاوٰى وَيَتَسَوَّكُ، لِيُطَيِّبَ فَمَهٗ، فَهُوَ فِي هٰذَا كَسَائِرِ الْمُؤْمِنِينَ، فَلَمَّا مَاتَ ـ بِأَبِي هُوَ وَأُمِّي ـ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمِلَ بِهٖ كَمَا يُعْمَلُ بِالْبَشَرِ، مِنَ الْغُسْلِ وَالتَّنْظِيفِ وَالْكَفْنِ وَاللَّحْدِ وَالدَّفْنِ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سید البشر تھے، آپ بشر تھے، کھاتے تھے، پیتے تھے، سوتے تھے، قضائے حاجت کرتے تھے، بیمار ہوتے تھے، علاج کرتے تھے اور اپنے منہ کو صاف کرنے کے لیے مسواک کرتے تھے۔ ان سب کاموں میں آپ بشر تھے۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے، تو آپ کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا، جو بشر کے ساتھ کیا جاتا ہے، یعنی آپ کو غسل دیا گیا، کفن دیا گیا، لحد کھودی گئی اور دفن کیا گیا۔''

(میزان الاعتدال : ٦٤٩/٢، ت : ٥١٨٣)

حافظ ابن ملقن رحمہ اللہ (804ھ):

لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» عَلٰى مَعْنَى الْإِقْرَارِ عَلٰى نَفْسِهٖ بِصِفَةِ الْبَشَرِيَّةِ مِنْ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ إِلَّا مَا أَعْلَمَهُ اللّٰهُ مِنْهُ .

''فرمان نبوی: ''یقیناً میں بشر ہوں۔'' یہاں خود پر صفت بشریت کا اطلاق کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم غیب سے صرف وہی جانتے ہیں، جو اللہ نے آپ کو بتا دیا اور کچھ نہیں جانتے۔''

(التّوضيح شرح الجامع : ٥١٢/٣٢)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (852ھ):

مشرکین مکہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

كُفَّارُ قَرَيْشٍ يَسْتَبْعِدُونَ كَوْنَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا مِّنَ اللّٰهِ لِكَوْنِهٖ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ .

''کفار قریش، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو اس لئے محال جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بشر تھے۔''(فتح الباري : ١٩١/١٠)

علامہ عینی حنفی (855ھ):

ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» عَلٰى مَعْنَى الْإِقْرَارِ عَلٰى نَفْسِهٖ بِصِفَةِ

الْبَشْرِيَّةِ مِنْ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ مِنْهُ.

''آپ ﷺ کا فرمان کہ میں بشر ہوں، اس بات کا اقرار ہے کہ آپ صفت بشریت سے متصف ہیں اور بشر کچھ بھی غیب نہیں جانتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ انہیں بتادے۔'' (عُمدة القاري : ٢٤/٢٤٧)

نیز لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» اَلْبَشَرُ يُطْلَقُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَالْوَاحِدِ يَعْنِي أَنَّهُ مِنْهُمْ، وَالْمُرَادُ أَنَّهُ مُشَارِكٌ لِلْبَشَرِ فِي أَصْلِ الْخَلْقَةِ وَلَوْ زَادَ عَلَيْهِمْ بِالْمَزَايَا الَّتِي اخْتَصَّ بِهَا فِي ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ، وَقَدْ ذَكَرْتُ فِي شَرْحِ مَعَانِي الْآثَارِ وَفِي قَوْلِهٖ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» أَيْ مِنَ الْبَشَرِ وَلَا أَدْرِي بَاطِنَ مَا يَتَحَاكَمُونَ فِيهِ عِنْدِي وَيَخْتَصِمُونَ فِيهِ لَدَيَّ، وَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلٰى ظَاهِرِ مَا تَقُولُونَ، فَإِذَا كَانَ الْأَنْبِيَاءُ، عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، لَا يَعْلَمُونَ ذٰلِكَ فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ تَصِحَّ دَعْوَةُ غَيْرِهِمْ مِنْ كَاهِنٍ أَوْ مُنَجِّمٍ الْعِلْمَ، وَإِنَّمَا يَعْلَمُ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْغَيْبِ مَا أُعْلِمُوا بِهٖ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوَحْيِ.

''فرمانِ نبوی کہ میں بشر ہوں، بشر کا لفظ جماعت اور واحد دونوں پر بولا جاتا ہے، مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ جنس بشر سے ایک فرد ہیں، آپ اصل تخلیق میں بشر کے ساتھ مشترک ہیں، اگرچہ ذات وصفات میں بہت سے خصائص کی وجہ سے آپ ﷺ عام انسانوں سے بڑھ کر ہیں، یہ خصائص شرح معانی الآثار

میں مذکور ہیں۔آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ میں بشر ہوں، اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں بشر میں سے ہوں اور میں آپ کے جھگڑوں کی باطنی حقیقت نہیں جانتا، آپ میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہو، تو میں ظاہری اقوال کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہوں۔ جب انبیا غیب نہیں جانتے تو کسی کاہن، نجومی وغیرہ کی طرف سے یہ دعویٰ درست ہونا ممکن نہیں۔ انبیا غیب میں سے صرف وہی جانتے ہیں، جن کی انہیں وحی کی کسی قسم کے ذریعے خبر دے دی گئی ہو۔''

(عمدة القاري، تحت الحديث : ٧١٨١)

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ (1031ھ):

لکھتے ہیں:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» أَيْ مَقْصُورٌ عَلَى الْوَصْفِ بِالْبَشْرِيَّةِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى عَدَمِ الْاِطِّلَاعِ عَلٰى بَوَاطِنِ الْخُصُومِ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ، فِيمَا بَيْنَكُمْ، ثُمَّ تُرَدُّونَهُ إِلَيَّ، وَلَا أَعْلَمُ بَاطِنَ الْأَمْرِ.

''فرمان نبوی: ''میں بشر ہوں۔'' کا مطلب یہ ہے کہ جھگڑوں کی اصل حقیقت جاننے میں مَیں وصف بشریت پر مقصور ہوں، آپ اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور میں معاملے کے باطن کو نہیں جانتا۔''

(التّيسير بشرح الجامع الصّغير : ٧٢٩/١)

علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (1014ھ):

لکھتے ہیں:

قَالَ تَعَالٰی : ﴿قُلْ إِنَّما أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ﴾ أَيْ لَا أَدَّعِي أَنِّي مَلَكٌ وَإِنَّمَا أَتَمَيَّزُ عَنْكُمْ بِأَنِّي يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ، أَيْ وَبَاقِيهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنَ الْبَشَرِ، أَيْ مِنْ جِنْسِ بَنِي آدَمَ .

''فرمان باری تعالیٰ ہے: ''کہہ دیجئے کہ میں آپ جیسا ایک بشر ہوں۔'' یعنی میں فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا، میرے آپ سے ممتاز ہونے کی وجہ مجھ پر کی جانے والی وحی ہے، کہ تمہارا الہ ایک ہے۔ محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیا جنس بشر یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔''

(شرح الشّفا : ۱۷۱/۲)

مزید لکھتے ہیں:

قَالَ الطِّيبِيُّ : هُوَ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى : ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾، أَيْ كَوْنِي إِمْرَأً مِّثْلَكُمْ عِلَّةٌ لِّكَوْنِي مَقْبُوضًا، لَّا أَعِيشُ أَبَدًا .

''علامہ طیبی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ایسے ہی ہے، جیسے اللہ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ ''نبی! کہہ دیجیے کہ میں آپ جیسا بشر ہوں۔'' یعنی آپ جیسا بشر ہونا میرے فوت ہونے کی علت ہے کہ میں ہمیشہ نہیں رہوں گا۔''

(مِرقاۃ المَفاتیح : ۱۹۹/۲)

فقہائے احناف کی تصریحات:

① علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (1231ھ) لکھتے ہیں:

يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الْإِيْمَانِ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرِفَةُ اسْمِهٖ إِذْ لَا تَتِمُّ الْمَعْرِفَةُ إِلَّا بِهٖ وَكَوْنِهٖ بَشَرًا مِّنَ الْعَرَبِ وَكَوْنِهٖ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اتِّفَاقًا لِّوُرُودِ ذٰلِكَ الْقَوَاطِعِ الْمُتَوَاتِرَةِ.

''متواتر اور قطعی نصوص کی بنا پر صحت ایمان کے لئے شرط ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کا علم ہو، کیونکہ نام کے بغیر معرفت ہوتی ہی نہیں۔ نیز یہ جاننا بھی شرط ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں، آپ کا تعلق عرب سے ہے اور آپ بالاتفاق خاتم النبیین ہیں۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص ١١)

② فتاوی عالمگیری (٦/٣٨٨) میں نبی ﷺ کو ''سید البشر'' کہا گیا ہے۔

③ تفسیر روح المعانی میں ہے:

إِنْ قُلْتَ: هَلِ الْعِلْمُ بِكَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرًا، وَمِنَ الْعَرَبِ، شَرْطٌ فِي صِحَّةِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: أَوْ هُوَ مِنْ فَرْضِ الْكِفَايَةِ؟ أَجَابَ الشَّيْخُ وَلِيُّ الدِّينِ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهٗ شَرْطٌ فِي صِحَّةِ الْإِيمَانِ، قَالَ: لَوْ قَالَ شَخْصٌ: أُؤْمِنُ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمِيعِ الْخَلْقِ، وَلٰكِنِّي لَا أَدْرِي هَلْ هُوَ مِنَ الْبَشَرِ أَوِ الْمَلَائِكَةِ، أَوْ مِنَ الْجِنِّ، أَوْ لَا أَدْرِي أَهُوَ مِنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ؟ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ، لِتَكْذِيبِهٖ لِلْقُرْآنِ وَجَحْدِهٖ مَا تَلَقَّتْهُ قُرُونُ الْإِسْلَامِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَصَارَ

مَعْلُومًا بِالضَّرُورَةِ عِنْدَ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ، وَلَا أَعْلَمُ فِي ذٰلِكَ خِلَافًا، فَلَوْ كَانَ غَبِيًّا لَّا يَعْرِفُ ذٰلِكَ وَجَبَ تَعْلِيمُهٗ إِيَّاهُ، فَإِنْ جَحَدَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ حَكَمْنَا بِكُفْرِهٖ.

''اگر آپ کہیں کہ کیا اس بات کا جاننا کہ آپ ﷺ بشر تھے اور آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے، صحت ایمان کے لیے شرط ہے یا فرض کفایہ ہے؟ تو شیخ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ صحت ایمان کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ محمد ﷺ تمام مخلوقات کے لیے رسول بن کر آئے ہیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آپ بشر تھے، فرشتہ تھے یا جن تھے؟ یا یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے یا عجم سے؟ تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں رہا، کیونکہ اس نے قرآنِ مجید کی تکذیب کی ہے اور ایسی چیز کا انکار کیا ہے، جو بعد والے اپنے اسلاف سے سیکھتے چلے آئے ہیں۔ یہ بات تو خاص وعام کے نزدیک یقینی طور پر معلوم ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں اختلاف کا کوئی علم نہیں۔ اگر کوئی غبی شخص ایسا کہے، تو اس کو اس بات (آپ ﷺ کی بشریت اور عربی ہونے) کی تعلیم دینا واجب ہے اور اگر اس نے پھر بھی انکار کر دیا، تو ہم اس پر کافر ہونے کا حکم لگائیں گے۔''

(المَواهب اللّدنية لأحمد القَسطلاني : ۱۵۴/۳، رُوح المَعاني للآلوسي : ۱۱۳/٤)

④ فتاوی تاتارخانیہ میں ہے:

لَوْ قَالَ : لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ

جِنِّيًّا يُكَفَّرُ .

''اگر کوئی شخص کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ انسان تھے یا جن، تو اسے کافر کہا جائے گا۔''

(الفتاوى التّاتارخانية : ٤٨٠/٥، فتاویٰ عالمگیری:۲۶۳/۲)

فقہائے احناف یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بشر تسلیم کرنا اور ماننا ایمان کی سلامتی کی ضمانت ہے۔

مذکورہ بالا صفحات میں ہم نے قرآن، حدیث، اجماع، فہم صحابہ، فہم محدثین اور علمائے امت کی تصریحات ذکر کی ہیں، جن کے مطابق نبی کریم ﷺ کی جنس بشر ہے، آپ کو اللہ نے بنی آدم کا سردار بنا کر بھیجا ہے اور آدم علیہ السلام کی جنس اور ان کی اولاد سے پیدا فرمایا ہے۔

ہم نے ابتدا میں عرض کیا تھا کہ اس مطالعہ کا انداز معروضی ہو گا، لہٰذا ضروری ہے کہ مسئلہ کے مالہ و ماعلیہ کا جائزہ لیا جائے، لہٰذا اب ہم مذکورہ دلائل پر ہو سکنے والے اعتراضات کا جائزہ لیں گے، تا کہ مسئلہ کے مخفی پہلو سامنے آسکیں اور معاملہ مزید نکھر جائے۔

متعارض آرا اور ان کا جائزہ:

اعتراض نمبر ①:

مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب نے لکھا ہے:

'' قُلْ کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ﴿ بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴾ کہنے کی حضور کو اجازت ہے۔''

(مواعظ نعیمیہ از احمد یار خان بریلوی، ص ۱۱۵، جاء الحق از احمد یار خان نعیمی: ۱۷۵/۱)

مفتی صاحب کے استدلال کی بنیاد صیغہ امر ہے کہ چونکہ یہ حکم نبی کریم ﷺ کو دیا گیا

ہے، لہٰذا نبی کریم ﷺ تو خود کو بشر کہہ سکتے ہیں، کوئی دوسرا نہیں کہہ سکتا۔ یہ استدلال بوجوہ درست نہیں، قرآن مجید میں ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾ .

''اے نبی! کہہ دیجئے، آپ کا الہ ایک ہی ہے۔''

یہاں بھی حکم نبی کریم ﷺ کو دیا جا رہا ہے، لیکن جب تک انسان اللہ کو واحد تسلیم نہ کر لے مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر نبی کریم ﷺ کے سوا کسی کو یہ بات کہنے کی اجازت نہ ہوتی، تو کوئی مسلمان ہی نہ ہو پاتا، کیونکہ اسلام لانے کے لئے پہلی شرط کلمہ توحید ہے۔

❀ امام محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (310ھ) فرماتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : قُلْ لِهٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكِينَ يَا مُحَمَّدُ! إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ مِنْ بَنِي آدَمَ، لَا عِلْمَ لِي إِلَّا مَا عَلَّمَنِيَ اللّٰهُ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّ مَعْبُودَكُمُ الَّذِي يَجِبُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَعْبُدُوهُ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا، مَعْبُودٌ وَّاحِدٌ لَّا ثَانِيَ لَهٗ .

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد! مشرکین سے کہہ دیجیے کہ میں آپ کی طرح بنی آدم سے ایک بشر ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی باتوں کے سوا کوئی علم نہیں۔ اللہ میری طرف وحی فرماتا ہے کہ جس کی عبادت کرنا اور جس سے شرک نہ کرنا واجب ہے، آپ کا معبود ایک ہی ہے، اس کا کوئی ثانی نہیں۔''

(تفسير الطّبري : ١٣٥/١٨)

نیز لکھتے ہیں:

يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِهٰؤُلَاءِ الْمُعْرِضِينَ عَنْ

آيَاتِ اللّٰهِ مِنْ قَوْمِكَ : أَيُّهَا الْقَوْمُ، مَا أَنَا إِلَّا بَشَرٌ مِنْ بَنِي آدَمَ .

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے محمد! آپ اللہ کی آیات سے اعراض کرنے والے اپنی قوم کے ان لوگوں سے کہہ دیجیے کہ اے قوم! میں تو بس آدم کی اولاد میں سے ایک بشر ہوں۔''(تفسير الطّبري : ٤٢٩/٢١)

دوسرے یہ کہ اگر یہ اجازت صرف نبی کریم ﷺ کو ہوتی، تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کبھی ایسا نہ کہتے، مگر ہم یکھتے ہیں کہ صحابہ آپ کو بشر کہا کرتے تھے۔ پھر پوری امت میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ کسی محدث وامام وفقیہ نے آپ ﷺ کو بشر کہنے سے منع کیا ہو، بلکہ خود نعیمی صاحب نے دوسری جگہ لکھا ہے:

''ہم بھی عقیدے کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں۔''

(جاءالحق از احمد یار خان نعیمی: ۱/۱۸۲)

نیز لکھتے ہیں:

''نبی جنس بشر میں آتے ہیں، جن یا فرشتہ نہیں ہوتے۔''

(جاءالحق از احمد یار خان نعیمی: ۱/۱۷۳)

مولانا نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا، ان کو نبی کہتے ہیں، انبیاء وہ بشر ہیں، جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے۔''

(کتاب العقائد از نعیم الدین مرادآبادی بریلوی، ص ۸)

مزید لکھتے ہیں:

''نبی صرف انسانوں میں سے ہوتے ہیں اور ان میں سے بھی فقط مرد، کوئی عورت نبی نہیں ہوئی۔'' (کتاب العقائد، ص۱۲)

امجد علی بریلوی لکھتے ہیں:

''انبیا سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا، نہ عورت۔''

(بہار شریعت: ۸/۱)

بہارِ شریعت کا یہ حصہ مولانا احمد رضا خان بریلوی صاحب کا تصدیق شدہ ہے۔

مولانا نعیم الدین مراد آبادی سورۂ ہود کی آیت نمبر ۲۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''(بشر کو نبی نہ ماننا۔از ناقل) اس گمراہی میں بہت سی امتیں مبتلا ہو کر اسلام سے محروم رہیں۔قرآنِ پاک میں جا بجا ان کے تذکرے ہیں۔امت میں بھی بہت سے بدنصیب سید الانبیاء ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے اور قرآن وحدیث کے منکر ہیں۔''

(خزائن العرفان فی تفسیر القرآن از نعیم الدین مراد آبادی: ۳۲۴، مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ)

انتباہ:

یاد رہے کہ ''ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور'' کے نسخے میں مولانا نعیم الدین صاحب کی اس عبارت کو بدل دیا گیا ہے، یہ نسخہ ان کی وفات کے بعد شائع ہوا تھا۔لاہور والے نسخے کی عبارت کچھ یوں ہے:

''اس گمراہی میں بہت سے بدنصیب سید الانبیاء کو بشر کہتے اور ہمسری کا خیالِ فاسد رکھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں گمراہی سے بچائے۔''

(خزائن العرفان از مراد آبادی: ۴۰۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

اعتراض نمبر ②:

احمد یار خان نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''نیز اس آیت: ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ﴾ میں کفار سے خطاب ہے، چونکہ ہر چیز اپنی جنس سے نفرت کرتی ہے، لہٰذا فرمایا گیا کہ اے کفار! تم مجھ سے گھبراؤ نہیں، میں تمہاری جنس سے ہوں، یعنی بشر ہوں۔ شکاری جانوروں کی سی آواز نکال کر شکار کرتا ہے، اس سے کفار کو اپنی طرف مائل کرنا مقصود ہے۔ اگر دیوبندی بھی کفار ہیں تو ان سے بھی یہ خطاب ہو سکتا ہے۔۔۔''

(جاء الحق: ۱/۱۷۶)

نعیمی صاحب کا یہ استدلال نصوص قرآن و سنت اور تاریخی حقائق سے مطابقت نہیں رکھتا، ملاحظہ ہو:

① ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ مشرکین مکہ نبی کریم ﷺ کو غیر جنس سمجھ کر بھاگ گئے ہوں، ان کا تو اعتراض ہی یہ تھا کہ آپ ﷺ ایک بشر ہیں اور بشر نبی کیسے ہو سکتا ہے؟

② رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا:

إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي.

''میں آپ جیسا بشر ہوں، آپ ہی کی طرح بھول جاتا ہوں، تو جب میں بھول جاؤں، مجھے یاد کروا دیا کریں۔''

(صحيح البخاري: ٤٠١، صحيح مسلم: ٥٧٢)

یہاں تو صحابہ سے یہ بات فرمائی جا رہی ہے کہ میں آپ جیسا بشر ہوں، معلوم ہوتا ہے کہ مقصود کفار کو مائل کرنا نہیں، بلکہ اس حقیقت کا بیان تھا کہ نبی کریم ﷺ ایک بشر ہیں،

وگرنہ صحابہ کے سامنے خود کو بشر کہنے کی کوئی حاجت ہی نہیں تھی، خصوصاً اس صورت میں جب صحابہ کو ابلاغِ وحی کا چارج دیا جا رہا تھا۔

اسی طرح جب کفار نے کہا کہ بشریت رسالت کے منافی ہے، تو اللہ نے رسول ﷺ کی بشریت کی نفی نہیں کی، بلکہ یہ فرمایا کہ آپ ﷺ سے پہلے نبی بھی بشر تھے۔ زمین پر انسان بستے ہیں، لہٰذا انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسان ہی مبلغ ہو سکتا ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ کی زبانِ نبوت سے بھی اسی حقیقت کا اعلان کروایا۔

③ نبی کریم ﷺ اگر بشری لبادہ اوڑھ کر آئے تھے اور جنس کے اعتبار سے نوری ہی تھے، تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو یہ بات چھپانے کی ضرورت کیا تھی؟ اس کے بیان کرنے میں آخر کیا چیز مانع تھی؟ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ﴾

کا کیا مطلب ہے؟ اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

اور ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ کا مفہوم و معنی کیا ہے؟

پھر بجائے خود اس بات کی دلیل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نور تھے اور بشریت کا روپ دھار کر آئے تھے، نعیمی صاحب نے خود لکھا ہے:

''عقائد میں تخمینے، قیاس، اٹکل کافی نہیں، اس کے لیے یقینِ شرعی درکار ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص۲۳۴، ۳۳۸، ۷۸۲)

یہ تمام تشنہ سوال تب تلک سر اٹھائے کھڑے رہیں گے جب تک مفتی صاحب کے اس استدلال کو نادرست تسلیم نہ کر لیا جائے۔

اعتراض نمبر ③:

نعیمی صاحب آیت کا ایک جواب یہ دیتے ہیں:

''قرآنِ کریم میں ہے : ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾

''ربّ کے نور کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک طاق کہ اس میں ایک چراغ ہے۔''

اس آیت میں بھی کلمہ ''مثل'' ہے، تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نور خدا چراغ کی طرح روشن ہے؟'' (جاء الحق: ۱/۷۷)

یہاں انہوں نے کلمہ ''مثل'' پر اعتراض اٹھایا ہے، کہ مثل تو اللہ کے نور اور چراغ کے نور کی بھی دی گئی تو کیا اللہ کا نور اور چراغ کا نور ایک ہوگا؟

سب سے پہلے آیت کا معنی سمجھنے کی ضرورت ہے، اللہ کا نور دو طرح سے ہوتا ہے:

① اللہ کی صفت

② اللہ کی مخلوق

جو نور اللہ کی صفت ہے، اس کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کیوں کہ اللہ کی کوئی مثال ہے ہی نہیں، لہٰذا یہاں وہ نور مراد لینا غلط ہے۔

اللہ کی مخلوق وہ نور ہے، جو اللہ اپنے مؤمن بندے کے دل میں اپنی معرفت و محبت اور ایمان و ذکر کے سبب ودیعت فرما دیتے ہیں۔ یہاں اسی مخلوق نور کی مثل بیان کی جا رہی ہے، اس کی تشبیہ چراغ سے دی گئی ہے، وجہ شبہ روشنی ہے، ایمان کی ہو یا چراغ کی ہو۔

لہٰذا ان دونوں میں روشنی موجود ہے اور مثل بھی اسی روشنی کی ہے۔ گو کہ ایک میں روشنی زیادہ دوسرے میں کم ہے، ایک کے اوصاف میں اور دوسرے کے اوصاف میں فرق ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کو بشر کہا گیا ہے، یہاں بشریت میں تو دوسرے لوگ نبی

کریم ﷺ کے جیسے ہیں، مگر آپ ﷺ کا مرتبہ ومقام وفضیلت سب سے بلند بلکہ بلند تر ہے، جہاں تک کسی بشر کا پہنچنا، تو درکنار پہنچنے کا تصور بھی محال ہے۔

یہاں سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اللہ نے جونور مومنوں کے دلوں میں پیدا کر دیا ہے، وہ نورِ ایمانی ہے اور نورِ ایمانی چراغ کی نسبت اقویٰ ہوتا ہے۔تشبیہ میں قاعدہ یہ ہے کہ مشبہ بہ، مشبہ کی نسبت اقویٰ ہوتا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ کبھی کبھی مشبہ بہ، مشبہ کی نسبت مشہور ہوتا ہے، اس وجہ سے جو مشہور ہو، اسے مشبہ بہ بنا دیا جاتا ہے، اگر چہ وہ اس کی نسبت قوی نہ بھی ہو، کیونکہ سارے لوگ اس کو جانتے ہیں۔

اسی سے ملتا جلتا ایک اور استدلال مفتی صاحب نے کیا ہے، لکھتے ہیں:

''قرآن میں ہے: ﴿وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ﴾ ''نہیں ہے کوئی جانور زمین میں، نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اڑتا ہو، مگر وہ تمہاری طرح امتیں ہیں۔''

یہاں بھی کلمہ 'مثل' موجود ہے تو کیا یہ کہنا درست ہوگا کہ ہر انسان گدھے، اُلّو جیسا ہے؟'' (جاءالحق: ۱/۱۷۷)

یہاں بطور امت آپ کو ان کے مثل کہا گیا ہے، یعنی جس طرح تم ایک امت ہو، اسی طرح وہ بھی ایک امت ہیں۔ واضح رہے کہ ﴿إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ﴾ میں اس بات کی تصریح کر دی گئی ہے کہ میں آپ جیسا بشر ہوں، اگر إِنَّمَا أَنَا مِثْلُكُمْ ہوتا تو یہ گمان واقع ہوسکتا تھا کہ میں آپ جیسا ہوں، مماثلت نہ معلوم کس چیز میں ہے؟ بشر کے لفظ سے تصریح کر دی گئی ہے کہ مماثلت بشریت میں ہے، کسی اور چیز میں نہیں، فرق یہ ہے کہ ﴿يُوحَىٰ إِلَيَّ﴾ مجھ پر وحی آتی ہے، آپ پر نہیں آتی۔

''إِنَّمَا'' کلمہ حصر کے معنی کی تعیین:

مولانا نعیمی لکھتے ہیں:

''إِنَّمَا کا حصر اضافی ہے، نہ کہ حقیقی، یعنی میں نہ خدا ہوں، نہ خدا کا بیٹا، بلکہ تمہاری طرح خالص بندہ ہوں۔'' (جاءالحق:۱/۱۷۷)

یہ استدلال اس صورت درست ہوسکتا تھا، جب مخاطبین کا یہ عقیدہ ونظریہ ہوتا کہ نبی کریم ﷺ خدا کے بیٹے یا خدا ہیں، جبکہ مخاطبین کا یہ نظریہ نہیں تھا، بلکہ ان کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا، مخاطبین آپ ﷺ کو بشر سمجھتے تھے، اس پہ آپ ﷺ نے بشریت کی نفی نہیں کی، بلکہ فرمایا کہ میں بشر ہی ہوں، البتہ مجھ پر وحی آتی ہے، جو آپ کے پاس نہیں آتی۔

مثلیت پر ایک اعتراض:

نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''روزۂ وصال کے بارے میں حضور نے فرمایا: أَيُّكُمْ مِثْلِي ''تم میں ہم جیسا کون ہے؟'' (جاءالحق:۱/۱۷۸)

یہاں قوت وطاقت میں مماثلت کی نفی ہے کہ آپ طاقت میں میری مثل نہیں، اس سے اگلا بیان نہیں دیکھتے؟ فرمایا کہ میرا ربّ مجھے روزے کی حالت میں ہی کھلاتا پلاتا رہتا ہے، لہٰذا جہاں مثلیت بیان کی وہاں بشریت کی وضاحت موجود ہے، جہاں مثلیت کی نفی کی وہاں قوت وطاقت میں مثلیت کی نفی کی وضاحت موجود ہے۔

نعیمی صاحب مزید لکھتے ہیں:

''اس طرح کہ اس آیت میں ہے: ﴿بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ یہ نہیں ہے کہ إِنْسَانٌ

مِّثْلُکُمْ، بشر کے معنی ہیں ذو بشرۃ۔''(جاءالحق:۱/۱۷۸)

اگر اِنْسَانٌ مِّثْلُکُمْ فرمایا جاتا، تو شبہ اور بڑھ جاتا، مطلب یہ ہوتا کہ میں انس کرنے والا ہوں، آپ جیسا۔ یہاں تشبیہ انس میں آجاتی اور جنس کا پتا نہ چلتا کہ آپ ﷺ بشر ہیں یا کوئی دوسری جنس۔ بشر سے تخصیص وتصریح کی گئی کہ آپ ﷺ کی جنس بشر ہے، جیسا کہ آدم علیہ السلام کو ''ابوالبشر'' کہا جاتا ہے، ''ابوالانسان'' کوئی نہیں کہتا۔ اسی طرح سیدنا نوح علیہ السلام کو ''ابوالبشر ثانی'' کہا جاتا ہے، ''ابوالانسان ثانی'' کوئی نہیں کہتا۔

معجزات بشریت کے منافی ہیں؟:

اگر سوال ہو کہ کیا نبی کریم ﷺ کی بشریت سے انکار کے لئے معجزات کو دلیل بنایا جا سکتا ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ قرآن وسنت کی نصوص اس سے ابا کرتی ہیں، نبی سے معجزے کا صدور اعلام نبوت میں سے ہے، معجزہ تائید الٰہی ہوتا ہے، اس سے بشریت کی نفی نہیں ہوتی، بلکہ بشریت ثابت ہوتی ہے، کیوں کہ صدور معجزہ کے باوجود قرآن وسنت میں انبیا کو بشر ہی کہا گیا ہے۔

خصوصیات بھی بشریت سے منافی نہیں:

یہ بھی یاد رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں اور مقام بشریت میں باہم کوئی تعارض نہیں ہے، نبی کو اللہ خواص سے نواز کر اس کی تائید کرتے ہیں، پہلے انبیاء کے بھی خواص تھے، ان کو مگر ان خواص کی وجہ سے غیر بشر نہیں سمجھا گیا، لہٰذا امثلہ سابقہ سے معلوم ہوتا کہ ایک ہی جنس میں خصوصیات کا تفاوت ممکن اور ظاہر ہے۔

بعض مسلمہ قواعد اور مسئلہ نور و بشر:

① مولانا نعیمی صاحب نے لکھا ہے:

''دنیا میں نکاح کے لیے جنسیت ضروری ہے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص۷۹۴)

اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر ہم رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو دیکھتے ہیں، آپ ﷺ نے اپنی زندگی میں کتنے ہی نکاح کئے اور جن سے نکاح ہوا، وہ سب امہات المومنین جنس بشر سے تھیں، لہٰذا ضروری ہے کہ نبی کریم ﷺ بھی بشر ہوں، نہ کہ نور۔ اگر آپ کا نکاح نوریوں سے ہوا ہوتا، تو کہا جا سکتا تھا کہ آپ ﷺ نور ہیں۔

② نعیمی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے:

''ہاروت، ماروت دو فرشتے ہیں، جو تمام فرشتوں سے زیادہ عابد وزاہد تھے۔ ایک دفعہ بشکل انسانی دنیا میں قاضی وحاکم بنا کر بھیجے گئے۔ ایک عورت زہرہ کا مقدمہ پیش ہوا، جس پر یہ عاشق ہو گئے اور اس کے عشق میں بہت گناہ کر بیٹھے۔ ادریس علیہ السلام کا زمانہ تھا۔ ان کے وسیلے سے توبہ تو قبول ہوئی، مگر بابل کے کنوئیں میں قید کر دیئے گئے اور انہیں جادو کی تعلیم کے لیے مقرر کر دیا گیا۔ پتا لگا کہ نورانی فرشتے جب شکل انسانی میں آئیں، تو ان میں کھانے پینے، بلکہ جماع کرنے کی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔۔۔۔ لہٰذا حضور بھی اللہ کے نور ہیں، مگر بشری لباس میں آئے، تو کھاتے، پیتے، سوتے، جاگتے تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص۲۴)

کھانے پینے کی روایات نصوص قرآنیہ کی میزان پہ پوری اترنے سے قاصر ہیں، کیوں کہ قرآن کے مطابق غیر بشر، لباس بشر میں آ تو سکتا ہے، مگر حاجات انسانیہ سے مبرا ہی ہوتا

ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس فرشتے آئے تو آپ علیہ السلام ان کے لیے بچھڑا بھون لائے، مگر انہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا، ابراہیم علیہ السلام پریشان ہو گئے، تب انہوں نے بتایا کہ ہم تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں۔ (ہود: ۶۹۔۷۰)

اور یہ بات مسلمہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے، پیتے، غسل فرماتے اور سوتے تھے اور یہ انسانی حاجات ہیں، جن کا انکار ممکن نہیں۔

③ نعیمی صاحب لکھتے ہیں:

''یعنی سب انسانوں کی اصل آدم وحوا ہیں اور ان کی اصل مٹی ہے تو تم سب کی اصل مٹی ہوئی......۔''

(تفسیر نور العرفان، ص۸۲۵)

مزید لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ نبی ہمیشہ انسان اور مرد ہوئے۔ کوئی عورت یا جن یا فرشتہ وغیرہ نبی نہیں۔ بخاری کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ہمیشہ حسب ونسب میں اونچے اور اعلیٰ خاندان میں ہوئے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص۵۱۴)

نیز لکھتے ہیں:

''یعنی اگر ربّ تعالیٰ کسی کو نبی بناتا تو فرشتے کو بناتا، نہ کہ ہم جیسے انسانوں کو، کیونکہ نبوت انسانی قابلیت سے اعلیٰ درجہ ہے۔ یہ لوگ (کفار) لکڑی پتھر کو خدا مان لیتے تھے، مگر انسان کو نبی ماننے میں تامل کرتے تھے۔''

(تفسیر نور العرفان، ص۶۲۷)

نعیمی صاحب کا بھی یہی ماننا ہے کہ انبیا جنس بشر سے ہوتے ہیں، لہٰذا ان کا یہ کہنا کہ

''رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور سے ہیں اور ساری مخلوق آپ کے نور سے ہے۔''

(مواعظ نعیمیہ از احمد یار خان بریلوی، ص۱۴، تفسیر نور العرفان، ص۷۳۲)

ان کا شدید تساہل ہے، کیوں کہ وہ خود بھی رسول اللہ ﷺ کو جنس بشر سے تسلیم کرتے ہیں، یا ان کی اس بات کی تفسیر وہی ہوگی، جو قرآن کریم کی اس آیت ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَّكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ کی امام ابن جریر رحمہ اللہ نے کی ہے، آپ لکھتے ہیں:

يَعْنِي بِالنُّورِ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي أَنَارَ اللّٰهُ بِهِ الْحَقَّ، وَأَظْهَرَ بِهِ الْإِسْلَامَ، وَمَحَقَ بِهِ الشِّرْكَ.

''نور سے مراد محمد ﷺ ہیں، جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا، اسلام کو غالب کیا اور شرک کو مٹایا۔'' (تفسير الطّبري: ۱۰/۱۴۳)

لیکن ممکن نہیں کہ نعیمی صاحب نے یہاں وہ مراد لی ہو جو کہ امام ابن جریر رحمہ اللہ نے لی ہے، کیوں کہ ان کے تلامذہ اس سے انکار کرتے ہیں، اس لئے یہ ان کا تساہل ہی قرار دیا جائے تو بہتر اور اسلم و احوط ہے۔

ان کا تساہل اس لئے بھی کہا جائے گا کہ قرآن مجید نے اس سے ملتے جلتے نظریے کی تردید انتہائی سخت الفاظ میں کی ہے، فرمایا:

﴿وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا﴾ (الزّخرف: ۱۵)

''اور انہوں نے اس (اللہ) کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا۔''

(ترجمہ احمد رضا)

اور اس طرح کی باتیں کرنے والوں کے متعلق فرمایا:

﴿ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ

قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ أَنّٰى يُؤْفَكُونَ﴾(التوبة : ۳۰)

''یہ باتیں وہ اپنے منہ سے بکتے ہیں، اگلے کافروں کی سی بات بناتے ہیں، اللہ انہیں مارے، کہاں اوندھے جاتے ہیں۔'' (ترجمہ احمد رضا خان صاحب بریلوی)

مسئلہ متشابہات کا:

نعیمی صاحب ایک جگہ کہتے ہیں:

''إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وغیرہ آیات جو بظاہر شانِ مصطفوی کے خلاف معلوم ہوتی ہیں، وہ متشابہات میں سے ہیں، لہٰذا ان کے ظاہر سے دلیل پکڑنا غلط ہے۔''

(جاء الحق: ۱/۱۷۸)

اسے محدثین امت میں سے کسی نے بھی متشابہات میں ذکر نہیں کیا، کسی مفسر یا کسی مؤرخ نے ذکر نہیں کیا، بلکہ خود رسول اللہ ﷺ نے ایسی کوئی بات نہیں کی، لہٰذا انہیں متشابہات میں سے قرار دینا بالکل درست طرزِ عمل نہیں۔

ایک اور خطا:

نعیمی صاحب کہتے ہیں:

''عصائے موسیٰ سانپ کی شکل میں ہو کر سب کچھ نگل گیا، ایسے ہی ہمارے حضور ﷺ نوری بشر ہیں۔''

(مرآۃ المناجیح: ۱/۲۴)

تو یہ واضح طور پر ان کی خطا ہے، قرآن وسنت اور اجماع کے دلائل اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ البتہ ہم ان کی اس بات سے متفق ہیں:

''ان کو بشر یا انسان کہہ کر پکارنے یا حضور علیہ السلام کو یا محمد یا کہ اے ابراہیم کے باپ یا اے بھائی باوا وغیرہ برابری کے الفاظ سے یاد کرنا حرام ہے۔''

(جاء الحق: ۱۷۳/۱)

واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر پکارنا آپ کے شایان شان نہیں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بشر ہی، جیسا کہ ہم نے دلائل سے واضح کیا، وللہ الحمد!

بشریت نبوی اور احناف:

تمام انبیائے کرام علیہم السلام بشر تھے۔ جب عیسیٰ علیہ السلام کی بشریت کا انکار کیا گیا، تو قرآن کریم نے ان کا جنس بشر سے ہونے کا ثبوت دیا۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّى يُؤْفَكُونَ﴾(المائدة : 75)

''عیسیٰ بن مریم (علیہما السلام) رسول ہیں، آپ سے پہلے کئی رسول ہو گزرے ہیں، آپ کی والدہ صدیقہ ہیں، (ماں بیٹا) دونوں کھانا کھاتے تھے، (اے نبی!) آپ ملاحظہ فرمائیے کہ ہم لوگوں کے لیے کیسے نشانیاں بیان کرتے ہیں، لوگ کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔''

❀ نیز ارشاد فرمایا:

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ﴾

(الزّخرف : 59)

''عیسیٰ (اللہ کے) بندے ہیں، ہم نے ان پر انعام کیا اور انہیں بنی اسرائیل کے لیے مثال بنایا۔''

جب مشرکین مکہ نے بشر کے لیے نبوت و رسالت کو محال سمجھا، تو اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی واضح نبی کریم ﷺ کی بشریت کا ثبوت دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ آپ ﷺ نور ہیں اور بشریت کے لبادہ میں ہیں، بلکہ فرمایا کہ آپ سے پہلے بھی سب انبیا جنس بشر سے تھے اور آپ بھی بشر ہیں۔ یہ ایسا موقع تھا، جہاں آپ کی جنسیت کا اظہار ضروری تھا اور وہ کر دیا۔

قرآن کریم نے نبی کریم ﷺ کی بشریت کے ثبوت پر مختلف اسالیب ذکر کیے ہیں، کبھی تو یہ کہا کہ اگر زمین پر فرشتے بستے ہوتے، تو ہم فرشتے کو نبی بنا کر بھیجتے، جب زمین پر انسان بستے ہیں، تو ان کی رشد و ہدایت کے لیے نبی بھی انسان ہی موزوں ہے۔ کبھی تو کہا گیا کہ یہ آپ ہی کی جنس میں سے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

۞ علامہ فخر الدین رازی (٦٠٦ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ الَّذِينَ كَانُوا قَبْلَهُ كَانُوا مِنْ جِنْسِ الْبَشَرِ لَا مِنْ جِنْسِ الْمَلَائِكَةِ فَإِذَا جَازَ ذٰلِكَ فِي حَقِّهِمْ فَلِمَ لَا يَجُوزُ أَيْضًا مِثْلُهُ فِي حَقِّهِ.

''نبی کریم ﷺ سے پہلے انبیا جنس بشر سے تھے، نہ کہ جنس ملائکہ سے۔ اگر وہ انبیا بشر ہونے کے باوجود نبی ہو سکتے ہیں، تو نبی ﷺ کیوں نہیں ہو سکتے۔''

(تفسير الرّازي : 49/19)

۞ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَاسْأَلُوا أَهْلَ

الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾(النحل : 43، الأنبياء : 7)

''اے نبی! ہم نے آپ سے پہلے جتنے نبی مبعوث کئے اور ان کی طرف وحی کی، سبھی مرد تھے۔ اگر تمہیں معلوم نہیں، تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔''

۞ علامہ ابن حیان اندلسی (۷۴۵ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا تَقَدَّمَ مِنْ قَوْلِهِمْ : ﴿هَلْ هٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾ وَأَنَّ الرَّسُولَ لَا يَكُونُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ مِنْ جِنْسِ الْبَشَرِ، قَالَ تَعَالٰى رَادًّا عَلَيْهِمْ : ﴿وَما أَرْسَلْنا قَبْلَكَ إِلَّا رِجالًا﴾ أَيْ بَشَرًا وَّلَمْ يَكُونُوا مَلَائِكَةً كَمَا اعْتَقَدُوا .

''جیسا کہ مشرکین مکہ کا قول گزر چکا ہے: ''یہ (محمد کریم ﷺ) تمہارے جیسا بشر ہے۔'' نیز (یہ بھی گزر چکا ہے کہ) ہر رسول، اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور جنس بشر سے ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ پر رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم نے آپ سے پہلے مردوں یعنی بشروں کو ہی مبعوث کیا، وہ فرشتے نہیں تھے، جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔''

(البحر المُحيط : 410/7)

۞ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا ....

''رسول اللہ ﷺ مرد تھے......۔''

(صحيح مسلم : 2337)

۞ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحٰى إِلَيَّ ---﴾

(الكهف : 110، حم السجدة : 6)

''کہہ دیجیے کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''

❀ علامہ ابوبکر جصاص حنفی رحمہ اللہ (۳۷۰ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّهُ بَشَرٌ مِّثْلُهُمْ . ''نبی کریم ﷺ ان جیسے بشر ہیں۔''

(أحكام القرآن : 49/3)

❀ علامہ کاسانی حنفی (۵۸۷ھ) مذکورہ آیت کے تحت لکھتے ہیں:

هٰذَا لَا يَنْفِي أَنْ يَكُونَ غَيْرُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ بَشَرًا مِثْلَهُ .

''اس آیت سے اس بات کی نفی نہیں ہوتی کہ آپ ﷺ کے علاوہ کوئی آپ کی طرح بشر نہیں ہے۔''

(بدائع الصّنائع : 5/5)

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے جنس بشر ہونے پر نص صریح ہے۔ یہاں مماثلت بشریت میں ہے کہ جیسے تم انسان ہو، کھاتے پیتے ہو اور انسانی عوارض سے دوچار ہوتے ہو، اسی طرح محمد کریم ﷺ کو بھی انسانی عوارض لاحق ہیں۔ باقی آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی ہے، جو تم پر نہیں ہوتی۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّنْ مِّثْلِهِ﴾(البقرة : 23)

''(اے کافرو!) اگر تمہیں اس کتاب میں شک ہے، جو ہم نے اپنے بندے پر

نازل کی ہے، تو اس جیسی ایک سورت لے آؤ۔‘‘

❁ علامہ ابن عرفہ (۸۰۳ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ تَعَالٰی : ﴿عَلٰی عَبْدِنَا ......﴾ لَمْ يَقُلْ : عَلٰی رَسُولِنَا تَنْبِيهًا عَلٰی مَا يَقُولُهٗ أَهْلُ السُّنَّةِ مِنْ أَنَّ الرَّسُولَ مِنْ جِنْسِ الْبَشَرِ وَعَلٰی طَبْعِهِمْ .

’’اللہ تعالیٰ نے ’’اپنے بندے پر‘‘ کہا، ’’اپنے رسول پر‘‘ نہیں کہا۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ سمجھاتے ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ جنس بشریت سے ہیں اور آپ کو بشری عوارض لاحق ہیں۔‘‘

(تفسير ابن عرفة :185/1)

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا:

إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ .

’’اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دنیا کو اختیار کر لے یا اللہ کے پاس موجود نعمتوں کو اختیار کر لے، تو اس بندے نے اللہ کے پاس موجود نعمتوں کو اختیار کر لیا۔‘‘

❁ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدَ .

’’رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندے تھے (جنہیں اختیار دیا گیا تھا)۔‘‘

(صحيح البخاري : 466، صحيح مسلم : 2382)

❁ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

هُمَا الْمَرْءَ انِ يُقْتَدٰى بِهِمَا .

''رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ دو ایسی عظیم شخصیات ہیں، جن کی اقتدا چاہیے۔''

(صحيح البخاري : 7275)

علمائے احناف کی تصریحات:

① علامہ عینی حنفی (۸۵۵ھ) ایک حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» عَلٰى مَعْنَى الْإِقْرَارِ عَلٰى نَفْسِهٖ بِصِفَةِ الْبَشْرِيَّةِ مِنْ أَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ مِنَ الْغَيْبِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُ اللّٰهُ مِنْهُ .

''آپ ﷺ کا فرمان کہ میں بشر ہوں، اس بات کا اقرار ہے کہ آپ صفت بشریت سے متصف ہیں اور بشر کچھ بھی غیب نہیں جانتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ انہیں بتادے۔'' (عمدة القاري : 247/25)

نیز لکھتے ہیں:

قَوْلُهٗ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» اَلْبَشَرُ يُطْلَقُ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَالْوَاحِدِ يَعْنِي أَنَّهٗ مِنْهُمْ، وَالْمُرَادُ أَنَّهٗ مُشَارِكٌ لِلْبَشَرِ فِي أَصْلِ الْخَلْقَةِ وَلَوْ زَادَ عَلَيْهِمْ بِالْمَزَايَا الَّتِي اخْتَصَّ بِهَا فِي ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ، وَقَدْ ذَكَرْتُ فِي شَرْحِ مَعَانِي الْآثَارِ وَفِي قَوْلِهٖ : «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ» أَيْ مِنَ الْبَشَرِ وَلَا أَدْرِي بَاطِنَ مَا يَتَحَاكَمُونَ فِيهِ عِنْدِي وَيَخْتَصِمُونَ فِيهِ لَدَيَّ، وَإِنَّمَا أَقْضِي بَيْنَكُمْ عَلٰى ظَاهِرِ مَا تَقُولُونَ، فَإِذَا كَانَ الْأَنْبِيَاءُ، عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، لَا يَعْلَمُونَ ذٰلِكَ فَغَيْرُ جَائِزٍ أَنْ

تَصِحَّ دَعْوَةُ غَيْرِهِمْ مِنْ كَاهِنٍ أَوْ مُنَجِّمٍ الْعِلْمَ، وَإِنَّمَا يَعْلَمُ الْأَنْبِيَاءُ مِنَ الْغَيْبِ مَا أُعْلِمُوا بِهٖ بِوَجْهٍ مِّنَ الْوَحْيِ .

''فرمانِ نبوی ہے کہ میں بشر ہوں، بشر کا لفظ جماعت اور واحد دونوں پر بولا جاتا ہے، مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ جنس بشر سے ایک فرد ہیں، آپ اصل تخلیق میں بشر کے ساتھ مشترک ہیں، اگرچہ ذات وصفات میں بہت سے خصائص کی وجہ سے آپ ﷺ عام انسانوں سے بڑھ کر ہیں، یہ خصائص شرح معانی الآثار میں مذکور ہیں۔ آپ ﷺ کا یہ فرمان کہ میں بشر ہوں، اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں بشر میں سے ہوں اور میں آپ کے جھگڑوں کی باطنی حقیقت نہیں جانتا، آپ میرے پاس فیصلے کے لیے آتے ہو، تو میں ظاہری اقوال کے مطابق فیصلہ کر دیتا ہوں۔ جب انبیا غیب نہیں جانتے تو کسی کاہن، نجومی وغیرہ کی طرف سے یہ دعویٰ درست ہونا ممکن نہیں۔ انبیا غیب میں سے صرف وہی جانتے ہیں، جن کی انہیں وحی کی کسی قسم کے ذریعے خبر دے دی گئی ہو۔''

(عمدة القاري، تحت الحديث :7181)

② علامہ ابن نجیم حنفی (۹۷۰ھ) لکھتے ہیں:

قَسَّمَ الْبَشَرَ إِلٰی قِسْمَيْنِ؛ خَوَاصُّ وَهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، وَعَوَامُّ .

''بشر دو طرح کے ہیں؛ ① خواص، جو کہ انبیا ہیں، ② عوام۔''

(البحر الرّائق :353/1)

نیز لکھتے ہیں:

بِقَوْلِهٖ : لَا أَدْرِي أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا .

''جو کہہ دے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ انسان تھے یا جن، (تو وہ کافر ہے)۔''

(البحر الرّائق :130/5)

مزید فرماتے ہیں:

قَالَ اللّٰهُ تَعَالَی : ﴿لَقَدْ جَاءَ كُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ أَيْ مِنَ الْآدَمِيِّينَ .

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمہارے پاس تمہاری جنس سے ایک رسول آیا ہے۔'' یعنی آدمیوں میں سے۔''

(الأشباہ والنَّظائر، ص 282)

③ علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ (۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ تَعَالٰی : ﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ﴾ أَيْ لَا أَدَّعِي أَنِّي مَلَكٌ وَإِنَّمَا أَتَمَيَّزُ عَنْكُمْ بِأَنِّي يُوحٰى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرُ الْأَنْبِيَاءِ، أَيْ وَبَاقِيهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مِنَ الْبَشَرِ، أَيْ مِنْ جِنْسِ بَنِي آدَمَ .

''فرمان باری تعالیٰ ہے: ''کہہ دیجئے کہ میں آپ جیسا ایک بشر ہوں۔'' یعنی میں فرشتہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا، میرے آپ سے ممتاز ہونے کی وجہ مجھ پر کی جانے والی وحی ہے، کہ تمہارا الٰہ ایک ہے۔ محمد ﷺ اور دیگر تمام انبیا جنس بشر یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔''

(شرح الشِّفا :171/2)

④ علامہ شیخی زادہ حنفی (۱۰۷۸ھ) لکھتے ہیں:

مَنْ قَالَ : لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا يَكْفُرُ .

''جو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ انسان تھے یا جن، وہ کافر ہو جائے گا۔''

(مَجمع الأنہر :692/1)

⑤ علامہ طحطاوی رحمہ اللہ (۱۲۳۱ھ) لکھتے ہیں:

يُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ الْإِيْمَانِ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْرِفَةُ اسْمِهٖ إِذْ لَا تَتِمُّ الْمَعْرِفَةُ إِلَّا بِهٖ وَكَوْنِهٖ بَشَرًا مِّنَ الْعَرَبِ وَكَوْنِهٖ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ اتِّفَاقًا لِّوُرُودِ ذٰلِكَ الْقَوَاطِعِ الْمُتَوَاتِرَةِ .

''متواتر اور قطعی نصوص کی بنا پر صحت ایمان کے لئے شرط ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اسم گرامی کا علم ہو، کیونکہ نام کے بغیر معرفت ہوتی ہی نہیں۔ نیز یہ جاننا بھی شرط ہے کہ آپ ﷺ بشر ہیں، آپ کا تعلق عرب سے ہے اور آپ بالاتفاق خاتم النبیین ہیں۔''

(حاشية الطّحطاوي، ص11)

⑥ علامہ آلوسی حنفی (۱۲۷۰ھ) نقل کرتے ہیں:

إِنْ قُلْتَ : هَلِ الْعِلْمُ بِكَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرًا، وَمِنَ الْعَرَبِ، شَرْطٌ فِي صِحَّةِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ : أَوْ هُوَ مِنْ فَرْضِ الْكِفَايَةِ؟ أَجَابَ الشَّيْخُ وَلِيُّ الدِّينِ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهٗ شَرْطٌ فِي صِحَّةِ الْإِيمَانِ، قَالَ : لَوْ قَالَ شَخْصٌ : أُؤْمِنُ بِرِسَالَةِ مُحَمَّدٍ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى جَمِيعِ الْخَلْقِ، وَلٰكِنِّي لَا أَدْرِي هَلْ هُوَ مِنَ الْبَشَرِ أَوِ الْمَلَائِكَةِ، أَوْ مِنَ الْجِنِّ، أَوْ لَا أَدْرِي أَهُوَ مِنَ الْعَرَبِ أَوِ الْعَجَمِ؟ فَلَا شَكَّ فِي كُفْرِهٖ، لِتَكْذِيبِهٖ لِلْقُرْآنِ وَجَحْدِهٖ مَا تَلَقَّتْهُ قُرُونُ الْإِسْلَامِ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَصَارَ مَعْلُومًا بِالضُّرُورَةِ عِنْدَ الْخَاصِّ وَالْعَامِّ، وَلَا أَعْلَمُ فِي ذٰلِكَ خِلَافًا، فَلَوْ كَانَ غَبِيًّا لَّا يَعْرِفُ ذٰلِكَ وَجَبَ تَعْلِيمُهٗ إِيَّاهُ، فَإِنْ جَحَدَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ حَكَمْنَا بِكُفْرِهٖ.

''اگر آپ کہیں کہ کیا اس بات کا جاننا کہ آپ ﷺ بشر تھے اور آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے، صحت ایمان کے لیے شرط ہے یا فرض کفایہ ہے؟ تو شیخ ولی الدین عراقی رحمہ اللہ اس کے جواب میں فرماتے ہیں کہ یہ صحت ایمان کے لیے شرط ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں کہ محمد ﷺ تمام مخلوقات کے لیے رسول بن کر آئے ہیں، لیکن میں یہ نہیں جانتا کہ آپ بشر تھے، فرشتہ تھے یا جن تھے؟ یا یہ کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ کا تعلق عرب سے ہے یا عجم سے؟ تو اس کے کفر میں کوئی شبہ نہیں رہا، کیونکہ اس نے قرآنِ مجید کی تکذیب کی ہے اور ایسی چیز کا انکار کیا ہے، جو بعد والے اپنے اسلاف سے سیکھتے چلے آئے ہیں۔ یہ بات تو خاص و عام کے نزدیک یقینی طور پر معلوم ہو چکی ہے۔ مجھے اس کے بارے میں اختلاف کا کوئی علم نہیں۔ اگر کوئی غبی شخص ایسا کہے، تو اس کو اس بات (آپ ﷺ کی بشریت اور عربی ہونے)

کی تعلیم دینا واجب ہے اور اگر اس نے پھر بھی انکار کر دیا، تو ہم اس پر کافر ہونے کا حکم لگائیں گے۔''

(روح المَعاني : 113/4، المَواهب اللُّدّنية لأحمد القسطلاني : 154/3)

⑦ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے:

لَوْ قَالَ : لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا يَكْفُرُ .

''اگر کوئی شخص کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ انسان تھے یا جن، تو وہ کافر ہو جائے گا۔''

(الفتاوى التّاتارخانية : 480/5)

⑧ پانچ سو فقہائے احناف کا فتویٰ ہے:

مَنْ قَالَ : لَا أَدْرِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِنْسِيًّا أَوْ جِنِّيًّا يَكْفُرُ .

''جو کہے کہ میں نہیں جانتا کہ آپ ﷺ انسان تھے یا جن، وہ کافر ہو جائے گا۔''

(فتاویٰ عالمگیری : 263/2)

نیز نبی ﷺ کو ''سید البشر'' کہا گیا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری : 388/6)

فقہائے احناف یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو بشر تسلیم کرنا اور ماننا ایمان کی سلامتی کی ضمانت ہے۔

حاصل کلام یہ کہ تمام انبیا جنس بشریت سے تھے۔ نبی کریم ﷺ بھی بشر ہیں۔

قرآن، احادیث اور اجماع امت سے آپ کی بشریت کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر کوئی قرآن وحدیث کے دلائل کی تاویل کیے بغیر نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کرے، تو وہ بالا جماع کافر ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کو جنس بشریت سے خارج کرنا اور آپ کو جنس نور قرار دینا، کئی آیات، احادیث اور اجماع امت کی مخالفت ہے۔ یہ آپ کا ایسا وصف بیان کرنا ہے، جس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں، یوں یہ جھوٹ قرار پائے گا۔ نبی کریم ﷺ کا جھوٹا وصف بیان کرنا کفر ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے لیے ثابت وصف کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔

❁ علامہ ابن حجر ہیتمی (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

إِنَّ وَصْفَهٗ بِغَيْرِ صِفَتِهٖ تَكْذِيبٌ لَهٗ؛ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّ كُلَّ صِفَةٍ أَجْمَعُوا عَلٰى ثُبُوتِهَا لَهٗ يَكُونُ إِنْكَارُهَا كُفْرًا.

''نبی کریم ﷺ کو ایسے وصف سے متصف کرنا، جو آپ کا وصف نہیں ہے، یہ آپ کی تکذیب ہے، اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے جس وصف کے ثبوت پر اہل علم کا اجماع ہو، اس کا انکار کرنا بھی کفر ہے۔''

(الزّواجر عن اقتراف الکبائر :47/1)

ثابت ہوا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار کفر ہے، اسی طرح نبی ﷺ کو جنس نور سے قرار دینا بھی کفر ہے۔ نبی کریم ﷺ نورِ ہدایت ہیں، اس کا انکار بھی کفر ہے۔ اہل سنت والجماعت میں سے کسی نے بھی نبی کریم ﷺ کو جنس نور سے قرار نہیں دیا، بلکہ آپ کی بشریت پر تصریحات موجود ہیں۔ یہی قرآن وحدیث سے ثابت عقیدہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بشریت کا انکار اہل سنت میں سے کسی نے نہیں کیا، بلکہ یہ عقیدہ کسی اور طرف سے مسلمانوں میں داخل ہو گیا ہے۔

یاد رہے کہ ائمہ اہل سنت قرآن واحادیث کے دلائل سے بخوبی واقف تھے، ان کے معانی ومفاہیم کو سب سے بہتر جانتے تھے۔ وہ تمام آیات واحادیث جو بعض احباب نبی کریم ﷺ کے جنس نور سے ہونے پر پیش کرتے ہیں، ائمہ متقدمین کو ان کا بخوبی علم تھا، لیکن اس کے باوجود نبی کریم ﷺ سے بشریت کی نفی نہیں کرتے، اگر ان آیات واحادیث سے نبی کریم ﷺ کا نور ہونا یا بشریت کے لبادہ میں ہونا ثابت ہوتا، تو اسلاف امت ضرور ثابت کرتے۔ ان کا ثابت نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ قرآن وحدیث سے نبی کریم ﷺ کا جنس نور سے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اگر آج کوئی کتاب وسنت سے نبی کریم ﷺ کا نور ہونا ثابت کرے اور بشریت کا انکار کرے، تو وہ تاویل یا تحریف ہے، حق نہیں۔ نیز وہ زبان حال سے یہ باور کروا رہا ہے کہ اسلاف امت ایسے عقیدہ سے ناواقف رہ گئے، جس پر یہ بعد والا مطلع ہو گیا۔ یہ واضح الحاد ہے۔

ائمہ اہل سنت والجماعت کے اجماعی واتفاقی عقیدہ کے خلاف کوئی دلیل نہیں سنی جائے گی، کیونکہ حق وہی ہے، جسے ائمہ اہل سنت نے اختیار کیا۔ ان کا ہر عقیدہ وعمل کتاب وسنت کے دلائل پر قائم ہے۔